خُطباتِ مسعودی

(مسعودِ ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی تقریریں)

مرتبہ

ابو البلال محمد علی عبد اللہ سومرو مسعودی

اِدارۂ مسعودیہ ۲/۶، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی (سندھ)
اسلامی جمہوریہ پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

خُطباتِ مسعودی

(مسعودِ ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی تقریریں)

مرتبہ

ابوالبلال محمد علی عبداللہ سومرو مسعودی

ادارہ مسعودیہ کراچی

۲/۶،۵۔ای، ناظم آباد، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

Marfat.com

حقوق طباعت بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام ______ خُطباتِ مسعودی

خطابات ______ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مرتب ______ محمد علی سومرو مسعودی

سن اشاعت ______ ۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۷ء

حروف سازی ______ سید شعیب افتخار مسعودی

ناشر ______ ادارۂ مسعودیہ، کراچی

تعداد ______ ایک ہزار

ہدیہ ______

ملنے کے پتے

۱۔ ادارۂ مسعودیہ ۲/۲۶، ۵ ناظم آباد، کراچی۔ فون نمبر ۶۶۷۰۴۷۷۱۔۰۲۱

۲۔ ضیاء الاسلام پبلی کیشنز، ضیاء منزل (شوگن مینشن) ایم اے جناح روڈ، کراچی

۳۔ مکتبہ غوثیہ ہول سیل، پرانی سبزی منڈی، محلّہ فرقان آباد، کراچی

۴۔ فرید بک اسٹال، ۳۸۔ اردو بازار لاہور۔ فون ۷۲۲۴۸۱۹۔۰۴۲

Marfat.com

انتساب

احقر اس کاوش کو والدہ محترمہ عائشہ کے نام منسوب کرتا ہے کہ جن کی دُعاؤں نے بڑا سہارا دیا۔ مولائے کریم اپنے محبوبوں سے ہمیشہ وابستہ رکھے اور مرشد کریم حضرت قبلہ مسعود ملت کے روحانی و علمی فیض سے مستفیض فرماتا رہے۔ آمین

احقر

محمد علی عبداللہ سومرو مسعودی

Marfat.com

فہرست

محفل میلاد شریف

نمبر شمار	منعقدہ	صفحات
۱	۱/ ربیع الاوّل ۱۴۲۴ھ/ ۴/ مئی ۲۰۰۳ء	۱۵
۲	۱۶/ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ/ ۵/ جون ۲۰۰۴ء	۲۴
۳	۲/ ربیع الاوّل ۱۴۲۶ھ/ ۱۱/ اپریل ۲۰۰۵ء	۴۲
۴	۱۹/ جمادی الاوّل ۱۴۲۷ھ/ ۱۶/ جون ۲۰۰۶ء	۵۳
۵	۸/ جمادی الاوّل ۱۴۲۸ھ/ ۳/ جون ۲۰۰۷ء	۶۹

بمقام:۔ ۴۶۶/ ۲۸/ ۱۷، جوناگڑھ محلّہ، سومرو ہال،
نزد جامع مسجد محمدی، بلدیہ ٹاؤن، کراچی

Marfat.com

جھلکیاں

خطبات مسعودی

(۱)

جانِ نعمت ﷺ۔۔۔ذکر رسول ﷺ۔۔۔پیمانِ رسول ﷺ۔۔۔ انبیاء الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اپنے زمانے میں ذکرِ رسول کیا۔۔۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت۔۔۔قرآن میں ذکر محفل میلاد۔۔۔ذکر میلاد سُنتِ الٰہی۔۔۔ زمین کی گواہی۔۔۔ درود شریف کی گونج۔۔۔انسان پر فرشتے محافظ ہیں۔۔۔ذکر و پہچانِ رسول ﷺ۔۔۔نعمت الٰہی۔۔۔ وجودِ انسانی۔۔۔ وجودِ زمین و آسمان۔۔۔انسانی وجود میں توحید و رسالت کا عکس۔۔۔احسانِ باری تعالیٰ

(۲)

سچوں کی معیت۔۔۔سچوں کی پہچان۔۔۔محبوبیت و اطاعت۔۔۔ نورِ مصطفیٰ ﷺ۔۔۔اللہ کا نور۔۔۔نور کی عظمت۔۔۔ درود شریف کی شان۔۔۔رفع ذکر۔۔۔قُرب کا راستہ پیرویٔ رسول میں۔۔۔خُلق عظیم۔۔۔اخلاق عالیہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج۔۔۔صبر، عفوو درگذر۔۔۔جاہلوں سے دور رہنے کی تلقین۔۔۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر، عفوو درگذر۔۔۔فتح مبین۔۔۔رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔مرد افسر ہیں عورتوں پر۔۔۔نیکی نیکی ہے، بدی بدی ہے۔۔۔سیرتِ مصطفیٰ کا اعجاز۔۔۔ اتباع رُسول۔۔۔آدابِ نعت خوانی

Marfat.com

(۳)

رضائے الٰہی و عملِ صالح ۔۔۔۔محبوبیت و رضائے الٰہی ۔۔۔۔احسان باری تعالیٰ ۔۔۔۔میثاق النبیین ۔۔۔۔ذکرِ میلاد ۔۔۔۔قرآن میں اولیاء، صلحاء، نیک بندوں اور سگِ اصحاب کہف کا ذکر۔۔۔۔اللہ کی نافرمانی ۔۔۔۔بے ادبی و گستاخیاں ۔۔۔۔مُحب و محبوب

(۴)

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔۔نورِ محمدی و رحمت مصطفیٰ ۔۔۔۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر، عفو و درگذر ۔۔۔۔قرآن میں محبت کا درس ۔۔۔۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبتِ الٰہی ۔۔۔۔تعظیم و توقیر ۔۔۔۔پیروی و تعمیلِ رسول ۔۔۔۔صراط مستقیم ۔۔۔۔اخلاصِ عمل

(۵)

توجہ الٰہی ۔۔۔۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مطمئنہ ۔۔۔۔حضرت مجدد الف ثانی کی عزیمت ۔۔۔۔حضرت شاہ محمد مظہر اللہ کی توجہ الٰہی ۔۔۔۔اللہ رگِ جان سے قریب ۔۔۔۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم رگِ جان سے قریب ۔۔۔۔احسانِ باری تعالیٰ ۔۔۔۔انسانی وجود ۔۔۔۔علم اور انسان ۔۔۔۔یوم شاہ عبداللطیف ۔۔۔۔یوم آزادی کا منانا ۔۔۔۔یاد الٰہی ۔۔۔۔ذکر اور یادِ رسول ﷺ ۔۔۔۔معرفتِ رسول ۔۔۔۔خوشیاں منانے کا ذکر ۔۔۔۔حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر ۔۔۔۔حضرت ایوب علیہ السلام کا قلب مطمئنہ ۔۔۔۔حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کے اذکار ۔۔۔۔قربانی، حضرت اسماعیل علیہ السلام ۔۔۔۔حضرت ابراھیم علیہ السلام کی توجہ الٰہی اور قلب مطمئنہ ۔۔۔۔حضرت اسماعیل علیہ السلام یاد ۔۔۔۔جانِ نعمت ۔۔۔۔احسان باری تعالیٰ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ابتدائیہ

الحمدللہ! ماہر رضویات، سعادت لوح و قلم، نبہانی العصر، مسعود ملت، مجدد ملت، حضرت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ کی پُرکشش شخصیت سے کون واقف نہیں بلکہ یوں کہیے کہ اس وقت آپ کی روحانی و نورانی شخصیت کا ذکر تقریباً ہر ملک میں عام ہو رہا ہے، اللہ پاک آپ کے علمی، قلمی و دینی چرچے کو اسی طرح عام فرمائے اور اسی طرح آپ کے درجات کو بھی بلند سے بلند فرمائے۔ آمین

حضرت مسعود ملت جن کی علمی، قلمی و دینی خدمات پر نظر ڈالی جائے تو اس وقت آپ کا کوئی ثانی نہیں، ہاں۔

عظمت دین نبی شوکت سلف

ہے وسیع اور گراں مایہ جہان مسعود

(بدر)

آپ کا جو تحریری سلسلہ ہے وہ بہت وسیع نظر آتا ہے۔۔۔۔اب تک بے شمار مضامین، مقالات، تقدیمات، کتابیں اور رسالے تحریر فرما چکے ہیں۔۔۔۔الحمدللہ! آپ کی تحریریں اس قدر عاشقانہ، عارفانہ، ادیبانہ اور عالمانہ ہوتی ہیں کہ ہر کوئی متاثر ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔۔۔۔اللہ اللہ! ایک ایک سطر۔۔۔۔نہیں نہیں۔۔۔۔ایک ایک لفظ اور ایک ایک جملے میں جذبۂ ایمان و جذبۂ عشق جو جھلکتا نظر آتا ہے اور پڑھنے والا

Marfat.com

خود ان کیفیتوں سے فیض پا رہا ہے۔

الحمدللہ! یہ کشش واثر آپ کی تحریروں میں ہے، یہ بات ایسے ہی نہیں کہہ دی جو مطالعہ کرتے ہیں وہ بخوبی واقف ہیں۔

○

اب جہاں تحریر میں یہ کشش کا عالم ہے وہاں آپ کے بیان و خطاب میں بھی ہے، یوں کہیے کہ آپ کے انداز خطاب سے مجلس میں ایک کیف و سرور کا سماں بندھا رہتا ہے، ہر ایک سننے والا اس کیفیت سے فیضیاب ہو رہا ہوتا ہے۔۔۔۔ جو مجلس میں حاضر ہوتا ہے یقیناً وہ آپ کے پُر کشش خطاب سے مستفیض ہو چکا ہوتا ہے۔۔۔۔ ماشاء اللہ! آپ کا انداز بیان سب سے جدا ہے، کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب ڈاکٹر محمود حُسین صاحب نے خوب فرمایا:۔

> ''ڈاکٹر محمد مسعود احمد کا انداز بیان نہایت دل آویز اور ان کی زبان بڑی شگفتہ ہے، آج کا قاری اس سے پوری طرح فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔'' (۱۹۷۳ء، کراچی)

اللہ اللہ! ؎

علم کے موتی لٹاتے ہیں سدا مجہور آپ
صاحب لطف و عنایت حضرت مسعود ہیں

(مجہور)

الحمدللہ! آپ کی پُر کشش شخصیت اور آپ کی ایمانی و روحانی گفتگو سے عام شخص تو کیا اہل علم بھی متاثر ہیں۔۔۔۔ ویسے جو کامل ہوتے ہیں اُن کی باتیں بھی کامل ہوتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کی ہر بات اثر رکھتی ہے۔۔۔۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت

Marfat.com

مسعود ملت بھی انہی میں ایک ہیں۔۔۔ ماشاء اللہ! حضرت مسعود ملت ان خوبیوں کے مالک ہیں جن کی نصیحتیں اثر بھی کرتی ہیں اور متاثر بھی کرتی ہیں بلکہ ان کی ہر گفتگو میں تاثیر ہی تاثیر ہے۔۔۔ بے شمار ایسے لوگ ہیں جو آپ کی کامل صحبت میں رہ کر اور روح پرور خطاب سُن سُن کر بن بھی رہے ہیں اور سنور بھی رہے ہیں۔

ہاں ؎

آپ کی تلقین ہے اِک جادۂ منزل نشاں
آپ کی تبلیغ اِک دفترِ حُسنِ بیاں
(کاوش)

ماشاء اللہ! آپ کے اندازِ تبلیغ میں سُنتِ نبوی کا جلوہ ہے اور یہ خوبی ہے آپ کی روحانی شخصیت واندازِ بیان کی کہ انسان دین کی طرف راغب ہوتا ہے، آپ کا حُسنِ بیان واقعی محبت وعقیدت کی طرف لے جاتا ہے۔۔۔ حضرت قبلہ کے اندازِ بیان کی کیا بات کریں کہ اس میں نکھار ہی نکھار ہے۔۔۔ عشق و محبت کا جلوہ ہی جلوہ ہے۔۔۔ مفتی اعظم ڈاکٹر حضرت علامہ محمد مکرم احمد مدظلہ العالی نے آپ کی پُرکشش شخصیت اور آدابِ مجلس کے متعلق ایک جگہ فرمایا کہ!

> حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی جن کی زندگی کا گوشہ گوشہ ملت اسلامیہ کے لئے انمول نادر و نایاب نعمت کا درجہ رکھتا ہے، سارے عالم میں قبلہ پروفیسر صاحب کا علمی وروحانی فیض کسی نہ کسی انداز میں پھیلا ہے اور پھیل رہا ہے، آج کے اس دنیا پرستی اور نفس پروری کے دور میں پروفیسر صاحب کی شخصیت بہت سی حیثیتوں سے قابلِ تقلید ہے، یہ کہنا

Marfat.com

بجا ہے کہ اللہ نے انھیں حکمت سے نوازا ہے جو وہ علوم قرآن اور علوم حدیث پر عبور رکھتے ہیں، زہد و تقویٰ میں بے مثال ہیں، اتباع سنت اور عشق مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مالا مال ہیں۔

آپ کی مجالس میں ظرافت اور علمیت کا مناسب امتزاج ہوتا ہے، مریدین آداب مجلس سیکھنے میں پریشان نہیں ہوتے بلکہ بغیر کسی مشکل کے آداب مجلس سے آشنا اور اس کے خوگر ہو جاتے ہیں۔

پروفیسر صاحب کا عمل حضرت قبلہ مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر ہے، آپ عمومی مجالس میں لمبی لمبی تقاریر کو پسند نہیں فرماتے تھے، یہی پروفیسر صاحب کا طریقہ ہے کہ آپ کی محفل اتباع شریعت کی آئینہ دار ہوتی ہے، مجلس میں لایعنی باتوں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا، غیبت اور الزام تراشیوں سے آپ کی محفل خالی ہوتی ہے، مجلس میں خشکی نہیں ہوتی بلکہ اتباع سنت میں ظرافت اور شائستگی کا امتزاج ہوتا ہے، کم اور کام کی بات پہ آپ کا دھیان ہوتا ہے اسی صحبت کا اثر ہے کہ آپ کے صحبت یافتہ مریدین اور محبین بھی اس پر عمل کرتے ہیں اور گناہ سے بچے رہتے ہیں۔ (تذکار مسعود ملت، مطبوعہ لاہور)

ہم نے آداب مجلس کے یہ نظارے دیکھے ہیں بلکہ دیکھ بھی رہے ہیں، آپ کے ہاں جو محفلیں منعقد ہوتی ہیں محفلیں کیا ہوتی ہیں سراپائے روحانیت۔۔۔۔ شور غل کا نام و نشاں نہیں۔۔۔۔ محفل میں خاموشی و سناٹا چھایا رہتا ہے، جو حاضر ہوتے ہیں وہ اس سے واقف ہیں کہ جو ان محفلوں کا رنگ ہے وہ عام محفلوں سے

Marfat.com

جدا ہے، الحمدللہ! ان پاک مجلس کی برکات سے سب حاضرین مستفیض ہو رہے ہوتے ہیں، ماشاء اللہ، سُبحان اللہ!

حاضرین کو دیکھا ہے کہ حضرت کے خطاب اور علمائے کرام کی تقاریر کو بڑے غور و فکر سے سنتے ہیں، حضرت کی معرفت سے پُر گفتگو ہر ایک شخص کو متاثر کر رہی ہوتی ہے، اللہ و رسول کا ذکر کس قدر عشق و محبت سے کرتے ہیں کہ سُننے والا متاثر ہوئے بغیر رہتا نہیں، ماشاء اللہ! حضرت کے رُوح پرور خطاب سے مجلس میں عشق و محبت کا سماں بکھرا رہتا ہے، سُننے والا جس سے انسان یہ محسوس کرتا ہے کہ جیسے میں واقعی عشق کی منزلیں طے کر رہا ہوں، الحمدللہ! یہ خوبی آپ کے ایمان افروز خطاب میں ہے، اگر انسان آج کے اس مشکل دور میں آپ کے ایمان افروز اور عاشقانہ خطابات پر عمل کر لے تو اس میں شک نہیں کہ صراط مستقیم پر آ جائے۔

حضرت مسعود ملت عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے رنگے ہوئے ہیں کہ جس طرح ہمارے اکابر رنگے ہوئے تھے اور انہیں کے نقش پا پر آپ رواں دواں ہیں بلکہ اکابر اہلسنت ہی کے نقش قدم چل کر ہزاروں کو اسی رنگ میں رنگ رہے ہیں اور بے شمار لوگوں کو اپنے حُسن اخلاق و حُسن سلوک سے اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کا گرویدہ بنا رہے ہیں اور ساتھ اپنا بھی، ماشاء اللہ، سُبحان اللہ!

حضرت کی پُرکشش شخصیت اس نفس پروری کے دور میں واقعی قابلِ تقلید ہے۔ جن کے نقش قدم پر چل کر ہم صحیح معنوں میں صراط مستقیم کو پا سکتے ہیں، ہم نے دیکھا کہ حضرت کس قدر سُنت کی کامل اتباع کرتے ہیں، آپ اکثر اس کی تلقین فرماتے، ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

Marfat.com

"سنت میں ہی قوت ہے۔۔۔۔سُنت میں ہی عظمت ہے۔۔۔۔سُنت میں ہی عزت ہے۔۔۔۔سُنت میں ہی طاقت ہے" دوران خطاب یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"اللہ کا قرب جو حاصل ہو گا وہ اتباع سُنت سے"

آپ کے ایمان افروز و عشق سے پُر خطاب لوگوں کے دلوں میں ایمان و عشق کا جذبہ بیدار کر رہا ہوتا ہے الحمدللہ! آپ کے ہاں جو آتا ہے وہ ایمان، محبت اور عشق کی دولت سے مالا مال ہو کر جاتا ہے گویا وہ انسان اپنا خالی دل لے کر آتا ہے جب اس پاک مجلس سے اُٹھ کر واپس لوٹتا ہے تو اپنے دل میں یہ عظیم خزانہ لے کر جاتا ہے، یہ حقیقت ہے افسانہ نہیں، جو حاضر ہوتا ہے اِن کیفیات سے واقف ہے، آپ کے ارشادات و ملفوظات زندگی بنانے والے ہیں، ہم کو اس سے فیض حاصل کرنا چاہیے۔

اسی حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے راقم کے دل نے چاہا کہ ان ایمان افروز خطابات کو کتابی صورت میں آپ کی خدمت میں پیش کیے جائیں، ماشاءاللہ! حضرت کی روحانی و نورانی تربیت نے بڑا سہارا دیا اور دعائیں تو ہر لحمہ ساتھ ساتھ ہیں، اللہ پاک آپ کی محبت کو دل میں آباد رکھے اور ہم کو آپ کا فدا کار و گرویدہ بنائے۔ آمین

اللہ پاک نے آپ کو بڑی عزت اور بڑی حکمتوں و صلاحیتوں سے نوازا ہے، اس پُر فتن دور میں آپ کی شخصیت ایک نعمت عظمٰی سے کم نہیں، ہم کو آپ کے ارشادات اور آپ کی ایمان افروز کتابوں سے ضرور فائدہ حاصل کرنا چاہیے، سندھ کے فاضل جلیل حضرت مولانا مخدوم محمد ہاشم جان مجددی سرہندی علیہ الرحمہ کی ایک بات یاد آئی جو قابل غور ہے آپ فرماتے ہیں:۔

"برادرِ عزیز جناب ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب زیدحبہ کو حق سبحانہ و تعالیٰ نے بڑی علمی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ ان کی

Marfat.com

نظر بڑی وسیع ہے اور ان کا قلم صفحہ قرطاس پر وہ پھول بکھیرتا ہے کہ صفحہ گلستان نظر آتا ہے''۔

می دمد گل ہر کجا پائے نگاریں می نہی
جادہ چوں از سیر باز آئی چمن خواہد شدن

(۱۹۷۵ء، کراچی)

آپ کے علمی، قلمی و دینی کارناموں کے متعلق بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے لیکن یہاں چند ایک صفحات میں گنجائش کہاں؟۔۔۔

○

پیش نظر کتاب ''خطبات مسعودی'' حضرت قبلہ مسعود ملت کے اُن خطابات کا ایک مجموعہ ہے جو راقم کے ہاں محفل عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر فرمائے۔۔۔ حضرت مسعود ملت کے خطابات کو ریکارڈ کیا گیا ایک یادگار کے طور پر، لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ ان خطابات کو مرتب کرنے کی سعادت حاصل ہوجائے گی۔۔۔ کچھ ہی ماہ پہلے راقم کی یہ خواہش ہوئی کہ ان خطابات کو کتابی صورت میں مرتب کرلیا جائے، تاکہ ان روح پرور خطابات سے زیادہ سے زیادہ لوگ فیض حاصل کرسکیں۔۔۔ اس کے علاوہ ایک خطاب بعنوان ''جان نعمت'' مرتبہ مکرم جناب صوفی عبدالستار طاہر زید مجدہ کی اشاعت نے اور بھی میرے شوق و جذبے کو آگے بڑھایا۔۔۔ اسی جذبے اور نیت سے کام شروع کردیا گیا اور خطابات کی تدوین و ترتیب کے دوران راقم کو جو کیف و سرور میسر ہوا جس کا کوئی اندازہ نہیں۔

Marfat.com

ان خطابات کو کاغذ پر منتقل کرتے وقت بہت روحانیت حاصل ہوئی بلکہ دل و دماغ باغ باغ ہوگیا۔۔۔۔ الحمدللہ! دل جذبۂ ایمانی اور محبت سے پُر ہی ہوگیا، کیا عرض کروں دل میں اللہ و رسول کی محبت ہی اُجاگر ہوئی، حضرت مسعود ملت کے خطابات نے بڑا متاثر کیا، ماشاء اللہ! ان خطابات نے علمی و دینی شوق کو اور بھی بڑھایا ۔۔۔۔ اُمید ہے آپ بھی دوران مطالعہ اسی طرح کی کیفیات محسوس کریں گے۔انشاءاللہ تعالیٰ۔

اللہ پاک آپ کے روحانی فیض کو اسی طرح جاری و ساری فرمائے اور ہم کو آپ کے نقشِ پا چلاتا رکھے، آمین۔

یہ کتاب ''خطبات مسعودی'' جو تقاریر کا مجموعہ ہے اُمید ہے آپ اس سے بھرپور استفادہ فرمائیں گے اور اس ناچیز کو اپنی دعاؤں سے نوازیں گے۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب کو اللہ و رسول ﷺ سے بے پناہ محبت عطا فرمائے اور محبوبوں اور پیاروں کے نقش قدم ہمیشہ چلائے رکھے۔۔۔۔ مولائے کریم راقم کی اس خدمت کو قبول فرما کر طباعت اور اشاعت کے مراحل کو پورا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلّی اللہ علیٰ حبیبہ وآلہ وازواجہ واصحابہ وسلم

۶ر جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ

۲۲ر جون، ۲۰۰۷ء

احقر محمد علی سومرو مسعودی

Marfat.com

(۱)

الحمد للّٰہ السمیع المجیب و الصلوٰۃ حبیبہ الشفیع
النجیب وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ مع الحبیب اللبیب

امّا بعد

فاعوذ باللّٰہ من الشطین الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

فَاذْكُرُوْا آلَاءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۶۹/اعراف/۷)

صدق اللّٰہ مولٰینا العظیم

اللہ تعالیٰ نے نعمتوں کو یاد کرنے کا حکم دیا ہے، سب سے بڑی نعمت بلکہ جانِ نعمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔۔۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا اور قرآن کریم میں اُس عہد کا ذکر فرمایا جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء الصلوۃ والسلام سے لیا۔۔۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے آجائیں تو پھر کسی کا اختیار نہیں۔۔۔ پھر اُسی صاحب اختیار کا اختیار ہوگا!۔

"لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ" (۸۱/آل عمران/۳)

(تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا)

تمھیں ضرور ضرور اس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور بالضرور اس کی مدد کرنا ہوگی۔۔۔ یعنی ہر نبی کو اپنی اُمت کے ساتھ ایمان لانا ہوگا۔۔۔ پھر ہر نبی کو اپنی

Marfat.com

اُمت کے ساتھ فدا کاری اور جان نثاری کا حق ادا کرنا ہوگا۔۔۔اللہ تبارک تعالیٰ نے خطاب فرمایا، انبیاء الصلوٰۃ والسلام کی ارواح سے۔۔۔ذکر پاک کی یہ پہلی مجلس ہے جس میں سننے والے انبیاء علیہم السلام اور خطاب کرنے والا اللہ تبارک وتعالیٰ جس کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا۔۔۔اگر کوئی ثبوت مانگتا ہے تو اُسے قرآن پاک سے ثبوت دیا جاسکتا ہے۔۔۔عقل بھی یہ کہتی ہے اور قرآن پاک بھی کہتا ہے کہ جب ہر نبی سے عہد لیا تو یقیناً ہر نبی نے اس عہد کا ذکر اپنی اُمت سے کیا ہوگا اور کم سے کم ایک محفل تو سجائی ہوگی۔۔۔کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے۔۔۔یوں سمجھئے کہ حضور انور ﷺ کی بعثت سے پہلے کم سے کم ایک لاکھ چوبیس ہزار محفلیں حضور کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ذکر کی سجائی ہوں گی۔۔۔قرآن کریم میں آخری محفل کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آواری سے تقریباً پانچ سو برس پہلے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سجائی۔۔۔قرآن کریم میں اس کی تفصیل ہے۔۔۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا! میں نے تم کو اس لیے بلایا ہے اور اس لیے دعوت دی ہے تاکہ میں تم کو ایک خوش خبری سناؤں اور وہ یہ کہ میرے بعد ایک نبی آنے والا ہے جس کا نام احمد ہے۔۔۔

"وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ" (۶،الصف ۶۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس محفل کا ذکر ہے قرآن کریم میں۔۔۔اس سے ہم اندازہ کرسکتے ہیں کہ ہر نبی نے ایک محفل کی ہوگی اور ہر نبی نے یہ پیغام لوگوں تک پہنچایا ہوگا، پھر احادیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فضائل وکمالات کا خود ذکر فرمایا تو ذکر پاک کی محفل سجانا اللہ کی بھی سنت ہے، حضور اکرم کی بھی

Marfat.com

سُنت ہے، انبیاء علیہم والسلام کی بھی سنت ہے اور صحابہ کرام کی بھی سنت ہے۔۔۔۔ پھر اور کون سی دلیل چاہیے؟۔۔۔۔ جو سوال کرے اسے جواب دیا جا سکتا ہے، اسی لیے میں نے عرض کیا کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی محفل سجانا بڑی سعادت کی بات ہے۔۔۔۔ یہ زمین جس پر ہم بیٹھے ہیں قیامت کے دن یہ بھی گواہی دے گی کہ اس زمین پر تیرے حبیبِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوا تھا، قرآن کریم میں فرمایا:۔

"یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۙ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ؕ" (۴،۵/زلزال/۹۹)

(اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی اس لیے کہ تمھارے رب نے اسے حکم بھیجا)

قیامت کے دن وہ چیزیں بولیں گی جواب نہیں بولتیں۔۔۔۔ زمین بولے گی۔۔۔۔ ہاتھ بولیں گے۔۔۔۔ پیر بھی بولیں گے۔۔۔۔ یہ کھال بھی بولے گی۔۔۔۔ سب بول رہے ہیں زبان بند ہے۔۔۔۔ سب شہادت دے رہے ہیں۔۔۔۔ انسان حیران پریشان ہے۔۔۔۔ تو جس زمین پر ذکر پاک ہوگا وہ بھی بولے گی۔۔۔۔

"کہ تیرے چاہنے والے تیرے حبیب کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہے تھے"

زمین یہ بھی عرض کرے گی کہ تیرے حبیب کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوا، کس نے کیا؟۔۔۔۔ اور کون سُن رہا تھا؟۔۔۔۔ اور کون بول رہا تھا؟۔۔۔۔ پوری تفصیل زمین بیان کرے گی۔۔۔۔ کون محفل کو چھوڑ کر چلا گیا؟ اُس کا نام بھی بتائے گی۔

اللہ اور اللہ کے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے ہم محتاج ہیں۔۔۔۔ اللہ بے نیاز ہے۔۔۔۔ اللہ کا حبیب بھی ہم سے بے نیاز ہے۔۔۔۔ اُن کی تعریف وتوصیف کے لیے رب کریم کافی ہے۔

Marfat.com

ہمارے سامنے فرشتے ۔۔۔ ہمارے پیچھے فرشتے ۔۔۔ ہمارے دائیں فرشتے ۔۔۔ ہمارے بائیں فرشتے ۔۔۔ ہم دُرود وسلام اور ذکر پاک کی محفلوں کے لیے کتنی ہی بحث کرتے رہیں مگر ہمارے چاروں طرف فرشتے تو درود بھیج رہے ہیں۔

"اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ" (۵۶/احزاب/۳۳)

(بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس (غیب) بتانے والے نبی پر)

دُرود وسلام اور ذکر پاک کے بارے میں ہماری ساری باتیں فرشتے لکھ رہے ہیں!

"مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ" (۱۸/ق/۵۰)

(کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو)

فرمایا جو زبان سے بات نکالتا ہے فوراً نوٹ کرلی جاتی ہے، جو اختلاف کرتا ہے رب کریم کے سامنے ضرور شرمسار ہوگا۔۔۔ ہم کھڑے ہیں تو فرشتے بھی کھڑے ہیں۔۔۔ وہ بھی ہمارے ساتھ ہیں۔۔۔ بیٹھے ہیں تو وہ بھی ہمارے ساتھ۔۔۔ جس حالت میں ہم ہیں وہ ہمارے ساتھ ہیں۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ رہے ہیں۔۔۔ یہ تو دو فرشتے ہیں اور کئی فرشتے ہیں، حدیث شریف میں آیا ہے کہ دس سے چالیس محافظ فرشتے ہر انسان کے ساتھ ہیں جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے:۔

"لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ" (۱۱/رعد/۱۳)

Marfat.com

(آدمی کے لیے بدلی والے فرشتے ہیں اس کے آگے پیچھے کہ
بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں)

انسان کے لیے پہرے دار ہیں۔۔۔۔"من بین یدیه وَمن خلفه"۔۔۔۔ اُس کے آگے اور اُس کے پیچھے۔۔۔۔"یَحفظُونه مِنْ اَمرِ الله" اللہ کے حکم سے اُس کی حفاظت کرتے ہیں۔۔۔۔ہم یہاں پہرے دار لیے پھرتے ہیں علماء وصوفیاء سب پہریداروں کے جھرمٹ میں نظر آتے ہیں۔۔۔۔اللہ نے پہلے ہی پہرے دار لگا دیئے۔۔۔۔ جب اُن کا پہرا نہیں رہے گا کوئی پہرے دار حفاظت نہیں کرسکتا۔۔۔۔اللہ نے پہرے دار لگا رکھے ہیں۔۔۔۔کیا یہ پہرے دار فرشتے درود نہیں پڑھتے؟۔۔۔۔یہ سب درود پڑھ رہے ہیں۔۔۔۔ ان الله وملكته يصلون على النبی۔۔۔۔جو چالیس فرشتے درود پڑھ رہے ہیں وہ آواز ہم نہیں سن رہے۔۔۔۔ اگر ہم ان کی آواز سننے لگیں تو یہ کیسی عجیب بات ہوگی کہ۔۔۔۔"بیچ کا آدمی اپنی زبان سے کہہ رہا ہے کہ میں تو دُرود سلام نہیں پڑھوں گا" اور چاروں طرف درود شریف پڑھا جارہا ہے۔۔۔۔ہم پڑھیں یا نہ پڑھیں لیکن فرشتے پڑھ رہے ہیں۔۔۔۔ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے۔۔۔۔جو انسان انکار کرتا ہے اُس کو شرم آنی چاہیے، یہ بات میں صرف قرآن کریم سے کہہ رہا ہوں اپنی عقل سے نہیں کہہ رہا۔۔۔

قرآن کریم ہم دیکھتے نہیں۔۔۔۔قرآن کریم ہم دیکھیں تو ساری باتوں کا جواب قرآن کریم میں مل جائے۔۔۔۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلِ ذکر کا حال بھی قرآن کریم میں مل جائے گا۔۔۔۔قرآن کریم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ایسا عام ہوا کہ سب جاننے پہچاننے لگے۔۔۔۔ظاہر ہے اور عقل بھی یہ کہتی ہے کہ جب ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء الصلوۃ والسلام نے محفلیں سجائیں تو حضور کا ذکر تو عام

Marfat.com

ہو جانا چاہیے۔۔۔۔اگر عام نہ ہوتا تو لوگ اعتراض کرتے کہ جب اتناذکر کیا گیا تو عام کیوں نہ ہوا؟ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے۔۔۔۔

"یَعْرِفُوْ نَہٗ کَمَا یَعْرِ فُوْ نَ اَبْنَآ ءَ ھُمْ" (۱۴۶/بقرہ/۲)

(وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے)

یعنی جو اہل کتاب ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا جانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں۔۔۔۔جب ذکر ہوتا ہے جب ہی جانا جاتا ہے۔۔۔۔جب کسی چیز کا ذکر ہوگا جب ہی ہم جانیں گے۔۔۔۔۱۴/اگست کو یوم آزادی ہم مناتے ہیں، اس لیے سب جانتے ہیں کہ ہم ۱۴/اگست کو آزاد ہوئے، یاد کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ ہم ہر سال آزاد ہوں، جب ہی منائیں، اللہ تعالیٰ یادگار دنوں کے منانے کا حکم دیتا ہے!

"وَذَکِّرْھُمْ بِاَیّٰمِ اللّٰہِ" (۵/ابراہیم/۱۴)

(اور انھیں اللہ کے دن یاد دلاؤ)

ہم اس لیے آزادی مناتے ہیں تاکہ اللہ کے انعام کو یاد کریں۔۔۔۔وہ انعام جب ہم یاد کریں گے تو یاد رہے گا اور شکر کی توفیق ملے گی، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"فَاذْکُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰہِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ" (۶۹/اعراف/۷)

(اللہ کی نعمتیں یاد کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو)

یہ اللہ نے انعام تم پر کیا ہے۔۔۔۔اُس کی نعمتوں کو تم یاد کیا کرو۔۔۔۔مشیت الٰہی یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کریں۔۔۔۔اللہ تعالیٰ نے اُن نعمتوں کا

Marfat.com

ذکر کیا قرآن کریم میں اور اس لیے ذکر کیا تا کہ وہ نعمتیں یاد کی جائیں۔۔۔کتنی چیزیں ہیں ہمارے بدن میں جو اللہ کا انعام ہیں، اللہ نے اُن کا ذکر فرمایا:۔

"اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ" (۹۸/بلد/ ۹۰)

(کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہ بنائیں اور زبان اور ہونٹ)

ہم نے تم کو دو آنکھیں نہیں دیں۔۔۔تم کو زبان نہیں دی۔۔۔تم کو ہونٹ نہیں دیئے۔۔۔ہونٹ کی کیا اوقات ہے، آپ دیکھئے تو سہی اگر یہ نہ ہوں تو کوئی چیز پی نہیں سکتے۔۔۔زبان نہ ہو تو بات نہیں کر سکتے، زبان کی کیا اوقات ہے۔۔۔انسان اپنے وجود کو دیکھے تو مسکین نہیں ہے وہ تو بہت امیر ہے۔۔۔

ایک فقیر نے کہا کہ میں تو مسکین ہوں۔۔۔ایک صاحب نے اس سے کہا اپنا ہاتھ دے دو، ایک لاکھ مجھ سے لے لو۔۔۔فقیر نے دینے سے انکار کیا۔۔۔پھر ان صاحب نے کہا کہ آنکھیں دے دو، دس لاکھ لے لو۔۔۔فقیر نے دینے سے پھر انکار کیا۔۔۔تو انہوں نے کہا کہ اللہ کے بندے لاکھوں کے تو تم یہاں کھڑے ہو پھر مسکین کیسے ہوئے؟۔۔۔تو انسان اپنے وجود کو۔۔۔اور اپنے اردگرد دیکھتا نہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا:۔

"وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ" (۱۸/غاشیہ/۸۸)

(اور آسمان کو کیسا اُونچا کیا گیا)

کراچی میں تو آسمان دیکھنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا، دیہات میں آپ جائیں بڑا لطف آتا ہے آسمان کو دیکھ کر۔۔۔کیا خوب فرمایا ہے:۔

"وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ"

Marfat.com

تم دیکھتے نہیں کہ آسمان کو کیسا بلند کیا اور ہم نے کیسا حسین و جمیل بنایا۔

"وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ" (۵/ملک/۶۷)

(اور بے شک ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا)

ہم نے کیسا چراغوں سے اُس کو سجایا۔۔۔ کبھی دیکھا تو کرو۔۔۔ نہیں دیکھتے۔۔۔ ہم تو اسی کے خلاف ہیں کہ اللہ کی نعمت کا ذکر ہی نہ کرنا چاہیے، کیسی عجیب بات ہے۔۔۔ حالاں کہ کوئی کسی پر انعام کرتا ہے ہم ذکر کرتے رہتے ہیں کہ یہ اُس نے دیا، اُس نے دیا۔۔۔ ہم گاتے رہتے ہیں۔۔۔ ہم ذکر کرتے رہتے ہیں۔۔۔ پھر اللہ انعام دے اس کو بیان کیوں نہ کریں؟۔۔۔ وہ فرما رہا ہے کہ آسمان دیکھو ہم نے کیسا بنایا۔۔۔ یہ پہاڑ دیکھو۔۔۔ اس کی بھی فرصت نہیں ہے۔۔۔ کم سے کم زمین دیکھنے کی تو فرصت ہے:۔

وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ (۲۰/غاشیہ/۸۸)

(اور زمین کو (دیکھو) کیسے بچھائی گئی)

یہ تو دیکھو کہ ہم نے یہ زمین کیسی بچھا دی تمہارے لیے۔۔۔ یہ نعمتیں اسی لیے ہیں کہ ان نعمتوں کا ذکر کرو کہ اللہ نے کیسا کرم فرمایا۔۔۔ ہمارے وجود کے باہر اور ہمارے وجود کے اندر، میں عرض کروں، وجود کے اندر کی بات آگئی۔۔۔ اسی صدی میں وجود کے اندر کا عکس لیا گیا۔۔۔ انسان کے اندر کیا ہے، معلوم یہ ہوا کہ انسان کے نرخرے میں "لَا اِلٰہ الا اللّٰہ" لکھا ہوا ہے۔۔۔ اور انسان کے نرخرے کا جو عکس لیا گیا تو بالکل لَا اِلٰہ الا اللّٰہ نظر آتا ہے اور انسان کے داھنے پھیپھڑے پر "محمد رسول اللّٰہ" ۔۔۔ اب کہاں انکار کرے گا۔۔۔ کہاں جائے گا، مہر تو لگی ہوئی ہے۔۔۔ حضرت سلطان باہو علیہ الرحمہ کے ملفوظات میں پڑھ رہا تھا، اُس وقت

Marfat.com

بات سمجھ میں نہیں آتی تھی۔۔۔۔فرمایا جو کلام نکلتا ہے، وہ ''ہو'' سے نکلتا ہے۔۔۔۔یا اسم ذات اللہ سے۔۔۔۔یہ کیا بات فرمائی کہ ''ہو'' سے نکلتا ہے، اب معلوم ہوا کہ جب ہم بات کرتے ہیں تو ہمارا سانس کلمہ طیبہ سے گزر کر نکلتا ہے۔۔۔۔اندر اللہ کی مہر لگی ہوئی ہے، انسان بچ کر کہاں جائے گا، کتنا انکار کرے گا اور ہاں آگے پیچھے فرشتے بھی ہیں اور اندر مہر بھی لگی ہوئی ہے یہ سب کچھ کیا ہے۔۔۔۔پھر اللہ اور اللہ کی نعمتوں سے انکار کیسی بدنصیبی ہے۔۔۔۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک اور عظیم احسان کا ذکر فرمایا قرآن کریم میں ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو سب، جدا جدا تھے۔۔۔۔جس طرح اب جدا جدا ہونے لگے۔۔۔۔گھروں میں آپ دیکھیں، جدا جدا۔۔۔۔گلیوں میں دیکھیں، جدا جدا۔۔۔۔شہروں میں، جدا جدا۔۔۔۔ملکوں میں، جدا جد۔۔۔۔اللہ نے فرمایا:۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا (۱۰۳/آل عمران/۳)

(اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جیسا تم میں بیر تھا اس نے تمھارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی بھائی ہو گئے)

تو ہماری سعادت اسی میں ہے کہ ھم اللہ کی نعمتوں کو یاد کریں اور ان کا شکر ادا کریں اور سب سے بڑی نعمت کو کبھی نہ بھولیں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی محفلیں سجاتے رہیں۔۔۔۔مولی تعالی برادرم محمد علی سومرو صاحب اور تمام شرکاء وحاضرین کو اس مجلس پاک کی برکتوں اور رحمتوں سے مستفیض فرمائے اور ایسی محفلیں بار بار ہوتی رہیں، آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

Marfat.com

(۲)

الحمد للّٰہ السمیع المجیب و الصلوٰۃ علیٰ حبیبہ الشفیع النجیب وعلیٰ الہٖ واصحابہ مع الحبیب اللبیب

اما بعد

فاعوذ باللّٰہ من الشطین الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

وَلَمَن صَبَرَ وَ غَفَرَاِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (۴۳/شوریٰ/۴۲)

صدق اللّٰہ مولٰینا العظیم

فقیر سے پہلے مولانا عبدالرشید فیضی مدظلہ نے خطاب فرمایا اور اُس خطاب میں آیت کریمہ:۔

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ"(۱۱۹/توبہ/۹)

(اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو)

تلاوت فرمائی اور اس پر گفتگو فرمائی۔۔۔۔اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایمان کی سلامتی اور خشیت الٰہی کی سلامتی کے لیے لازمی کر دیا کہ ایمان والا، اللہ سے ڈرنے والا سچوں کے ساتھ رہے۔۔۔۔کیوں کہ سچوں کے ہی رفاقت سے ایمان بچایا جاسکتا ہے۔۔۔۔سچوں ہی کے رفاقت سے تقویٰ پر قائم رہا جاسکتا

Marfat.com

ہے۔۔۔وہ نمونہ ہیں۔۔۔سچے کون ہیں، سورۃ فاتحہ میں فرمایا۔۔۔"اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ" جن پر اللہ نے انعام فرمایا اور بڑا انعام یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی اور اپنے حبیب کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی محبت عطا فرمائے، جس پر ابھی مولانا سید علیم الدین شاہ الاہزری نے گفتگو فرمائی۔۔۔

اس میں شک نہیں کہ محبت ہی اصل ہے۔۔۔ ایمان کی اصل محبت ہے۔۔۔محبت نہیں تو کچھ نہیں اور خوب فرمایا کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی متابعت محبوب بنا دیتی ہے۔۔۔اللہ کا محبوب ہونا کوئی معمولی بات نہیں ہے، بلکہ انسانی عظمت کی دلیل ہے، انسان ترقی کرتے کرتے اُس مقام پر پہنچ جائے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو اپنا محبوب بنالے۔۔۔یہ محبوبیت کس سے حاصل ہوگی، یہ محبوبیت حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپ کی اتباع سے حاصل ہوگی۔۔۔جتنا اتباع میں کامل ہوگا اُتنا ہی محبوبیت میں ترقی کرتا چلا جائے گا۔۔۔اُس کے بعد مولانا جاوید اقبال مظہری نے خطاب فرمایا اس میں آیت کریمہ پر گفتگو فرمائی:۔

"قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِينٌ" (۱۵/مائدہ/۵)

(بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب)

نور کا کام اور روشنی کا کام یہ ہے کہ ہر چیز کو ظاہر کردے۔۔۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد زندگی جو تاریکی میں تھی روشنی میں آگئی۔۔۔ہر چیز چھپی چھپی تھی، ظاہر ہوگئی۔۔۔حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

Marfat.com

"کہ میں اُن چیزوں سے واقف ہوں جن سے بچنا چاہیے"

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سارا عالم ایسا روشن ہے جیسے تاریکی میں بلب جل جائے۔۔۔۔سب دیکھنے والے دیکھیں۔۔۔۔ابھی بجھ جائے تو کچھ نظر نہ آئے۔۔۔۔لیکن جب روشنی ہو جائے تو سب کچھ نظر آنے لگتا ہے۔ جسطرح سارا عالم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے روشن ہے۔۔۔۔وہ ایسی روشنی ہیں اور ایسا نور ہیں جن پر زمین و آسمان درود بھیج رہے ہیں، یہ ذہن میں رکھنا چاہیے، اللہ نے فرمایا:۔

" اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ " (۳۵/نور/۲۴)

(اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا)

اُسی نور نے فرمایا:۔

"اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ

(۵۶/احزاب/۳۳)

(بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر)

کہ اللہ جو زمین و آسمان کا نور ہے۔۔۔۔وہ اس نور پر درود شریف بھیج رہا ہے، اس سے آپ کے نور کی عظمت معلوم ہو رہی ہے اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ آپ پر کہاں، کہاں درود شریف بھیجا جا رہا ہے۔۔۔۔جہاں، جہاں وہ نور ہے، وہاں آپ کا ذکر ہو رہا ہے۔۔۔۔ہم یہ کہتے رہیں کہ یہاں ذکر نہ کریں۔۔۔۔وہاں ذکر نہ کریں۔۔۔۔ہم کریں یا نہ کریں، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب کریم صلّی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کا ذکر کر رہا ہے۔۔۔کوئی زمین کا خطہ ایسا نہیں کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ ہو رہا ہو، کیوں کہ وہ زمین و آسمان کا نور ہے وہ نور درود بھیج رہا ہے۔۔۔بھیجتا رہے گا اور کب تک بھیجتا رہے گا؟۔۔۔کب سے بھیج رہا ہے؟۔۔۔نہیں معلوم۔۔۔پھر ہم اپنی کم تنگ نظری کا مظاہرہ کریں۔۔۔یہ کہیں کہ درود نہ بھیجیں۔۔۔زور سے نہ پڑھیں۔۔۔آہستہ پڑھیں، یہ ساری باتیں بالکل طفلانہ معلوم ہوتی ہیں۔۔۔وہ تو عظمت میں اتنے بلند ہیں جہاں انسان کا فکر نہیں پہنچ سکتا۔۔۔''وَرَفَعنَا لَکَ ذِکرَکَ''۔۔۔جس کے ذکر کو اللہ نے بلند کیا ہو وہاں تک کون پہنچ سکتا ہے؟۔۔۔جب پہنچنے کی کوشش کرتا ہے عقل و دل ساتھ نہیں دیتے۔۔۔بے عقلی اس حد تک لے جاتی ہے جو سمجھ میں آنے والی چیز ہے وہ بھی سمجھ میں نہیں آتی۔۔۔موٹی سی ایک بات ہے جو قرآن کریم میں فرمائی کہ ہم نور ہیں زمین و آسمان کے اور فرما رہا ہے کہ! ہم درود بھیج رہے ہیں تو یقیناً آسمان و زمین حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کے درود سے گونج رہے ہیں۔۔۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا محبوب بننا ہے تو حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی جائے۔۔۔حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کو دل سے لگایا جائے۔۔۔جتنا حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہونگے، اُتنا ہی اللہ کے قریب ہونگے۔۔۔جتنے حضور اکرم ﷺ سے دور ہونگے، اُتنا ہی اللہ سے دور ہونگے۔۔۔اگر رسائی حاصل کرنی ہے اللہ کے دربار میں تو اس در میں آنا ہی آنا ہے۔۔۔جو اس در پر نہیں آیا وہ کسی در کا نہیں، وہ ہر در سے ٹھکرایا ہوا ہے۔۔۔

جو آیت کریمہ تلاوت کی اس میں حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی خاص خوبی کا ذکر ہے۔۔۔حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم خوبیوں کا مجموعہ ہیں۔۔۔اخلاق کی بلندیاں آپ کی محتاج ہیں۔۔۔آپ اخلاق کے محتاج نہیں!

Marfat.com

" وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ "(۴/ قلم/۶۸)

(اور بے شک تمھاری خو بو (خلق) بڑی شان کی ہے)

جب " لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ " کہا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اخلاق کے اُوپر ہیں آپ۔۔۔۔ اخلاق آپ کا محتاج ہے، آپ اخلاق کے محتاج نہیں۔۔۔۔ جو آپ کرتے جاتے ہیں وہ خُلق عظیم بنتا جاتا ہے۔۔۔۔ آپ کی ہر ادا خلق عظیم ہے۔۔۔۔ ہم محتاج ہیں خُلق کے، کہا جاتا ہے کہ اچھے اخلاق والے ہیں۔۔۔۔ ہم اخلاق کے محتاج ہیں۔۔۔۔ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم محتاج نہیں، بلکہ اخلاق عالیہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے محتاج ہیں، یہاں جو خاص خوبی کا ذکر کیا جا رہا ہے وہ عفوو درگزر ہے، قرآن کریم میں فرمایا:۔

وَلَمَنۡ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ (۴۳/ شوریٰ/۴۲)

(اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں)

یہ دو چیزیں ہم میں نہیں ہیں، عوام میں نہیں ہیں۔۔۔۔ علماء میں نہیں۔۔۔۔ صوفیاء میں نہیں (حیرت کی بات ہے)۔۔۔۔ ایک صبر اور دوسرے عفوو درگزر۔۔۔۔ اگر کوئی غلطی کر دے تو اُسے معاف کر دے۔۔۔۔

''سرکار صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھارا خادم غلطی کرے تو دن میں چالیس مرتبہ معاف کرنا''۔

اُن کی گرفت کی گنجائش ہی نہ چھوڑی۔۔۔۔ ایسا عفو و درگزر کا سبق دیا حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے۔۔۔۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:۔

Marfat.com

"فَاعۡفُوۡا وَاصۡفَحُوۡا" (۱۰۹/بقرہ/۲)

(تو تم چھوڑ دو اور درگزر کرو)

تم چھوڑ دو اور درگزر کرو۔۔۔کوئی تمھیں برا بھلا کہتا ہے۔۔۔کوئی تمھیں ستاتا ہے۔۔۔کوئی تمھیں تکلیف دیتا ہے درگزر کرو اور چھوڑ دو اور پھر فرمایا۔

"خُذِ الۡعَفۡوَ وَاۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰهِلِيۡنَ" (۱۹۹/اعراف/۷)

(اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو)

خُذِ الۡعَفۡوَ۔۔۔معاف کرنا اختیار کرو۔۔۔معاف کرنا عادت بنالیں آپ۔۔۔بھلائی کا حکم دیں اور جاہلوں سے منہ پھیر لیں۔۔۔

جاہل کون ہیں، ہم جاہل اُسی کو کہتے ہیں جو پڑھا لکھا نہ ہو، بالعموم جو پڑھا لکھا نہیں ہے وہ ہمارے نزدیک جاہل ہے، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس کو جاہل فرمایا جو قرآنی احکام اور اخلاقی اقدار سے غافل ہو، جو اللہ کی باتوں کو نہیں سمجھتا اور جو حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو نہیں سمجھتا۔۔۔کتنا ہی پروفیسر ہے، کتنا ہی پی ایچ ڈی ہے۔۔۔کتنا ہی بڑا ڈاکٹر ہے وہ اپنی جگہ ہے ڈاکٹر، لیکن اس میں ادراک نہیں ہے۔۔۔فہم نہیں ہے اللہ کی باتوں کے سمجھنے اور حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو سمجھنے کا۔۔۔اُس میں قوت نہیں ہے اور فہم نہیں ہے، فرمایا!۔۔۔وہ جاہل ہے۔ یعنی اس قسم کے پڑھے لکھے جاہلوں سے غلطیاں ہو جائیں تو درگزر کرو۔۔۔فرمایا:۔

"خذ العفو" معاف کرنا اپنی عادت ڈالیں۔۔۔"وامر بالعرف" اور بھلائی کا حکم دیں۔۔۔"واعرض عن الجاهلين" اور جاہلوں سے منہ پھیر لیں۔۔۔اگر کسی

Marfat.com

سے بات کی جائے، اسلام کی بات کی جائے۔۔۔ اللہ کی بات کی جائے۔۔۔ اللہ کے رسول کی بات کی جائے وہ نہ سنیں تو فرمایا مُنہ پھیرلیں اس سے۔۔۔ اس کے پیچھے نہ لگیں اور ہم میں پیچھے لگنے کی عادت ہے۔۔۔ علماء میں پیچھے لگنے کی عادت ہے۔۔۔ اس لیے فرمایا کہ ہدایت دینی ہے دیدیں۔۔۔ سچی بات یہ ہے مانتا ہے تو ٹھیک ہے، نہیں مانتا تو بات ختم ہوگئی یہ ضروری نہیں کہ منوا کر چھوڑیں اُن کو، ایک بات جو غلط کرتا ہے ہمارا فرض ہے کہ بتائیں کہ یہ غلط ہے، بس اتنا فرض ہے۔۔۔ ''واعرض عن الجاھلین'' نہیں مانتا مُنہ پھیرلیں، اب ان آیات کی روشنی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ابتدا سے لے کر انتہا تک حیات ظاہری میں عفو ودرگزر، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک میں نہایت ممتاز ہے۔۔۔ میں مختصراً عرض کروں گا، بات تو پھیلائی جاسکتی ہے، وقت بھی نہیں ہے اتنا۔۔۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ میں کتنا ستایا۔۔۔ کتنا ظلم کیا، سب کو معلوم ہے۔۔۔ ظلم کی انتہا یہ ہے کہ مکہ معظمہ کی ایک کھاٹی شعب ابی طالب میں تین سال تک آپ کے محبوب صحابہ اور اہل وعیال، سب آپ کے ساتھ محبوس رہے، نہ پانی ہے اور نہ کھانا ہے، کچھ نہیں ہے، سب کو بند کردیا گیا جسے ہم سوشل بائیکاٹ کہتے ہیں، سب لوگ سوکھے ہوئے پتے نوش فرمایا کرتے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کوئی خادم تھوڑا بہت لے آتا تو آپ نوش فرمالیتے، تین سال اسی طرح گزر گئے، اتنی تکلیف پہنچائی جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا اور جب یہ قید ختم ہوئی تو حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوگیا، آپ کے چچا ابو طالب کا انتقال ہوگیا ظاہر ہے دل پر کتنا اثر ہوا ہوگا اور اسی غم والم میں آپ نے طائف کا سفر کیا۔۔۔ اور طائف کے سفر میں کیا ہوا وہ بھی آپ کو معلوم ہے، جب آپ نے

Marfat.com

اسلام کا پیغام پہنچایا تو اہل طائف نے آپ صلّی اللہ علیہ وسلم پر پتھر برسائے اور اتنے پتھر برسائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لہولہان ہو گئے، پھر آپ واپس تشریف لائے مکہ معظّمہ اور پھر ہجرت کا واقعہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ اُن کا ظلم وستم اپنی انتہا تک پہنچا تو اللہ نے حکم دیا ہجرت کرنے کا تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، لیکن اس تیرہ (۱۳) سال کے دوران آپ نے ہاتھ نہیں اُٹھایا، بلکہ تیرہ سال کیا زندگی میں ہاتھ نہیں اُٹھایا۔۔۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ہاتھ نہیں اُٹھایا، مارنا تو بڑی بات ہے، کون ایسا ہے جو یہ کہہ سکتا ہے کہ زندگی بھر میں نے ہاتھ نہیں اُٹھایا۔۔۔ سرکار کی شان یہ ہے کہ صبر کیا اور عفو و درگزر کیا اور کسی پر ہاتھ نہیں اُٹھایا۔۔۔ جس نے آپ پر ہاتھ اُٹھایا اس کو آپ نے دعائیں دیں اُس کو آپ نے معاف فرمایا، ایک واقعہ میں عرض کروں گا جو مشہور ہے۔۔۔ آپ ہجرت فرمارہے ہیں یہاں مکہ معظّمہ میں اعلان کیا گیا کہ جو آپ کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! شہید کرے گا، اُس کو سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔۔۔ اس معاوضہ کی لالچ میں سراقہ بن جعشم آپ کے پیچھے روانہ ہوا اور جب آپ غار ثور سے نیچے تشریف لائے اور ایک جگہ آرام فرمارہے تھے، پہاڑ کے سائے میں، اچانک یہ پہنچا اور وار کرنا چاہا لیکن زمین میں دھنس گیا۔۔۔ پھر وار کرنا چاہا پھر دھنس گیا۔۔۔ پھر وار کرنا چاہا۔۔۔ ہر بار آپ نے معاف کیا، ہر بار دھنسا اور معافی چاہی کہ اب حملہ نہیں کروں گا، پھر حملہ کیا پھر آپ نے معاف کیا۔۔۔ ہم میں کون ایسا ہے کہ کوئی اس پر تلوار کا وار کرے اور وہ بچ جائے اور قاتل وحملہ آور کو معاف کردے۔۔۔ ہمیں نظر نہیں آتا کہ کوئی ایسا آدمی ہو۔۔۔ آپ نے اُس کو معاف کیا اور معاف کردیا تو اُس نے کہا کہ آپ لکھ کر ہمیں دے دیں کہ ہم نے ہمیشہ کے لیے تجھ کو معاف کیا ایسا نہ ہو کہ کل آپ فاتحانہ انداز سے

Marfat.com

مکہ معظمہ تشریف لائیں اور کوئی اسی ظلم کے پاداش میں مجھ کو قتل کردے، تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس کو لکھ کردے دو معافی کا پروانہ آپ نے لکھ کردے دیا کہ ہم نے ہمیشہ کے لیے اس کو معاف کیا۔۔۔۔ یہی نہیں بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشین گوئی فرمائی، اس ہاتھ کے لیے جس ہاتھ سے تلوار اُٹھائی اور آپ کو شہید کرنا چاہا، فرمایا!

''ایک وقت آئے گا کہ تیرے اس ہاتھ میں قیصر و کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے''۔۔۔۔

اندازہ تو لگائیں آپ نے معاف بھی کیا اور پیشین گوئی یہ فرما رہے ہیں کہ کہ قیصر و کسریٰ کے کنگن، سونے کے کنگن تیرے ہاتھ میں پہنائے جائیں گے۔۔۔۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایران فتح ہوا، غنیمت کا مال ڈھیر لگایا گیا مدینہ منورہ میں۔۔۔۔ اس میں سونے کے کنگن بھی تھے تو آپ نے فرمایا کہ۔۔۔۔ ''اے سراقہ قریب آ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پوری کروں اور تیرے ہاتھ میں کنگن پہناؤں'' یہ کہتے ہوئے آپ نے سراقہ کے ہاتھ میں کنگن پہنائے، تاریخ عالم میں عفو و درگزر کی ایسی مثال نظر نہیں آتی۔۔۔

مدینہ منورہ جب آپ پہنچ گئے، مکہ معظمہ کو چھوڑ دیا۔۔۔۔ اپنے وطن کو چھوڑ دیا۔۔۔۔ لیکن اہل مکہ کا ظلم و ستم ختم نہیں ہوا یہ قابل غور ہے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ چار یا پانچ سو کلو میٹر ہے، اس زمانے میں اتنا سفر طے کرنا بھی کوئی معمولی بات نہیں تھی، لیکن دشمنی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔۔۔۔ مکہ معظمہ میں لشکر تیار کر کے کہاں حملہ کیا؟۔۔۔۔ مدینہ منورہ کے قریب مقام بدر پر حملے کے لیے آئے اور جو کچھ ہوا آپ کو معلوم ہے، بڑی تفصیل ہے اس کی، قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے، فرشتوں کے آنے کا ذکر ہے۔۔۔۔ فرشتوں کی مدد کا ذکر ہے۔۔۔۔ بارش کے ہونے کا ذکر

Marfat.com

ہے۔۔۔۔ اور عجائبات میں یہ ہے کہ ایک طرف دشمن ہے کثرت میں، ایک طرف صحابہ ہیں قلت کے اندر، رات کو صحابہ آرام فرمارہے ہیں، صبح جنگ ہونے والی ہے، حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نگرانی فرما رہے ہیں۔۔۔۔ قرآن کریم میں ذکر فرمایا۔۔۔۔ وہ حیران ہوگئے کہ اتنی طمانیت اور اتنا سکون کہ صبح جنگ ہونے والی ہے اور رات کے وقت سب آرام کررہے ہیں اور حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نگہبانی کررہے ہیں اور نماز فجر کے وقت سب کو جگارہے ہیں، وہ حیران کہ یہ کیسی جنگ ہے؟۔۔۔۔ یہ کیسے لوگ ہیں کہ بظاہر بے آسرا نظر آتے ہیں لیکن ایسی قوت، ایسا سکون اور ایسی طمانیت۔۔۔۔ ہاں تو غزوہ بدر ہوا، حملہ کرنے مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ آئے، اس کے بعد غزوہ اُحد ہوا وہ بھی آپ سنتے رہتے ہیں علماء سے، اس کے بعد غزوہ خندق، مکہ معظّمہ سے گئے حملہ کرنے کے لیے۔۔۔۔ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں دشمن پر حملہ کرنے کے لیے تیاری نہیں کی، اس کو عام طور سے بیان نہیں کیا جاتا اور نہیں سمجھایا جاتا ہے کہ جب ہجرت آپ نے کی تو ہجرت کرنے کے بعد تیاری تو آپ کرتے دشمن پر حملہ کرنے کے لیے، جیسا کہ عام طور سے کیا جاتا ہے، جو وطن سے نکالتا ہے وہ دشمن کو زیر کرنے کے لئے تیاری کرتا ہے کہ اس کو بھی نکالا جائے، مگر آپ نے باوجود پے درپے حملوں کے کوئی لشکر تیار نہیں کیا، حملے کے لیے ۔۔۔ ایک چیز عجیب وغریب نظر آتی ہے، دشمن چار سال مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ پر مسلسل حملے کرتے رہے اور ۷ ہجری میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کے لیے مکہ معظّمہ جانے کا ارادہ فرمایا، سب لوگ حیران کہ وہ دشمن جو مکہ معظّمہ سے آکر بار بار حملہ کررہا ہے، آپ نے اپنے عمل سے ظاہر کیا کہ تم نے ضرور حملہ کیا لیکن ہم تم کو معاف کرتے ہیں، سب نے تعجب سے کہا آپ اس طرف جارہے ہیں جہاں سے دشمن آرہا ہے، اس کا بھی قرآن کریم میں ذکر ہے، آپ نے ارادہ فرمالیا اور مکہ معظّمہ کے قریب مقام حدیبیہ میں پڑاؤ ڈالا، آج بھی مکے کی سرحد حدیبیہ پر ختم ہوجاتی ہے، آپ

Marfat.com

تشریف لے آئے، اب تفصیلات علماء سے آپ نے سنی ہوں گی، اہل مکہ نے عمرے کی اجازت نہ دی، چنانچہ معاہدے کے بعد آپ واپس ہوئے، کوئی شکایت نہ کی بعض صحابہ کرام نے ردعمل کا اظہار فرمایا مگر آپ نے تحمل سے جواب دیا۔۔۔آپ مکہ معظمہ تشریف لے آئے اُس میں راز کیا تھا، راز یہ تھا اہل مکہ نے صحابہ کی جاں نثاری، صحابہ کی فدا کاری، اپنی آنکھوں سے دیکھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے اپنی جان فدا کرتے ہیں، یہ جان فدا کرنے والے جب میدان جنگ میں آئیں گے تو کیا ہوگا، انھوں نے کہا آئندہ سال آپ تشریف لائیں، ابھی آپ تشریف لے جائیں، کچھ نہیں فرمایا، بے مثال عفو و درگزر سے کام لیا۔۔۔واپس جا رہے ہیں تو سورۃ فتح نازل ہو رہی ہے، بظاہر معلوم ہو رہا ہے ناکامی ہے لیکن اللہ نے گواہی دی:۔

"اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا" (۱/فتح/۴۸)

(بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرمادی)

یہ ناکامی نہیں ہے کُھلی فتح ہے اور پھر اسکے بعد مکہ معظّمہ فتح ہوا۔۔۔اس فتح کے وقت بدلہ لینے والے بدلہ لیتے، اس شہر میں داخل ہو رہے ہیں جس شہر میں آپ پر ظلم و ستم ڈھائے گئے۔۔۔آپ نے فرمایا تلواریں نیام میں رکھ لو۔۔۔یہ عجائبات میں سے ہے، کہیں دنیا میں نہیں ہوا کہ کسی کمانڈر نے اپنے دشمن کے شہر میں فاتحانہ انداز سے داخل ہوتے وقت یہ ہدایت دی ہو۔۔۔آپ نے فرمایا:۔

"تلواریں نیام میں رکھ لی جائیں"۔۔۔

تلواریں نیام میں رکھ لی گئی صرف ایک دو واقعات ہوئے ، پھر آپ نے سب کو جمع کیا اور پوچھا کہ تم کو معلوم ہے کہ میں تمھارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟۔۔۔سب نے کہا کہ "آپ شریف بھائی ہیں، آپ سے شفقت و مہربانی کی

Marfat.com

اُمید ہے"۔۔۔۔"آپ نے فرمایا جاؤ تم پر کوئی گرفت نہیں تم سب آزاد ہو"
۔۔۔۔یہ تاریخی واقعہ ہے عفو ودرگزر کا۔۔۔۔ولمن صبر و غفر ان ذلك لمن عزم الا مور۔۔۔۔اور جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا۔۔۔۔معاف کرنے کی اس سے بڑی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔۔۔۔بلکہ قرآن کریم میں تو ہے:۔

"اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا" (۳۴/النمل/۲۷)
(بے شک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں اسے تباہ کر دیتے ہیں)

جب بادشاہ کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں فساد مچاتے ہیں اور وہاں شریفوں کو ذلیل وخور کر دیتے ہیں۔۔۔۔یہ کام کرتے ہیں، لیکن حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے تو اپنی شان رحمت دکھائی اسی لئے فرمایا:۔

"وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" (۱۰۷/انبیاء/۲۱)
(اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے)

کائنات کے لیے رحمت ہیں۔۔۔۔مسلمانوں کے لیے۔۔۔۔مومنوں کے لیے تو رحمت ہیں ہی لیکن اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے دشمنوں کے لیے بھی آپ صلّی اللہ علیہ وسلم رحمت ہیں۔۔۔۔تو عرض یہ کرنا تھا کہ صبر کی خوبی اور معافی بڑی خوبی ہے اور یہ بڑے ہمت کے کام ہیں، ایک آیت میں فرمایا:۔

"وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ" (۳۴/حٰم السجدہ/۴۱)
(اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی اے سننے والے برائی کو بھلائی سے ٹال)

Marfat.com

اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ ہم میں یہ خامیاں موجود ہیں، عوام کی بات تو عوام کے ساتھ ہے، گھروں کے اندر آپ دیکھیں گے۔۔۔۔ "حضور نے فرمایا جو بڑوں کی تکریم نہ کرے، چھوٹوں پر شفقت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں"۔۔۔۔ گھر میں مائیں بھی ہیں، بہن بھائی بھی، بیوی بچے بھی، سب کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔۔۔۔ انسان یہی سمجھتا ہے اللہ نے مجھے بڑا بنایا، بڑا ظلم و زیادتی کے لیے نہیں بنایا، بڑا شفقت و رحمت کے لیے بنایا ہے، بڑے کی بات بڑی ہوتی ہے۔۔۔۔ سوچنا چاہیے، قرآن کریم میں ارشاد ہے:۔

"اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ (۳۴/نسآء/۴)

(مرد افسر ہیں عورتوں پر)

اعلیٰ حضرت نے ترجمہ کیا ہے۔ "مرد عورتوں کے افسر ہیں"۔۔۔۔ تو افسر وہ نہیں ہیں جیسے آج کل افسر ہوتے ہیں، اسلام کا افسر وہ ہے جو رحیم و کریم ہے، جابر و قاھر نہیں۔۔۔۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس سے واپس تشریف لا رہے ہیں، راستے میں بڑی بی بیٹھی ہے، اُس سے آپ نے پوچھا کہ تم کو عمر کا حال معلوم ہے، تو اُس نے آپ کو پہچانا نہیں اور آپ سے آپ کی شکایت کی۔۔۔۔ آپ نے فرمایا وہ تو اتنے دور ہے مدینہ منورہ میں اُس کو کیا خبر؟۔۔۔۔ تو بڑی بی نے کہا کہ خبر نہیں ہے تو خلیفہ کیوں بنا ہوا ہے۔۔۔۔ تو آپ "اپنی ذمہ داری محسوس کر کے زار و قطار رونے لگے" "ڈاڑھی مبارک آنسوؤں سے تر بتر ہو گئی" اُس زمانے میں ایسے ذمہ دار خلیفہ۔۔۔۔ آج کے زمانے کے افسر نہیں تھے۔۔۔۔ تو اسلام میں افسر بنایا گیا ہے اور اس لیے بنایا گیا ہے تا کہ رحیم و کریم ہو۔۔۔۔ ماتحتوں پر شفقت و مہربانی کرے، جیسے کسی بھائی پر، اسلام کا سبق یہی ہے۔۔۔۔ اور ہاں میں عرض کر رہا تھا!

Marfat.com

"وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ" (۳۴/حٰم السجدہ/۴۱)

(اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی)

کس اندازِ محبت سے سمجھایا کہ دیکھو نیکی اور بدی برابر نہیں!

"اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ" (۳۴/حٰم السجدہ/۴۱)

(اے سننے والے بُرائی کو بھلائی سے ٹال)

یہ سرکار صلّی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا۔۔۔ سرکار صلّی اللہ علیہ وسلم نے کیسا عمل کر کے دکھایا۔۔۔ اب ہم بھی سنت پر عمل کر کے دکھائیں، یہ آیت پڑھیں اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کا مطالعہ کریں۔۔۔ وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ ۔۔۔ نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتیں۔۔۔ نیکی، نیکی ہے۔۔۔ بدی، بدی ہے۔۔۔ ادفع بالتی ھی احسن ۔۔۔ جب نیکی اچھی ہے، جب بدی بُری ہے اور کوئی تمہارے ساتھ بدی کرے تو اس کا بدلہ نیکی سے دینا، پھر کیا ہوگا؟۔۔۔

"فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَۃٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ" (۳۴/حٰم السجدہ/۴۱)

(جبھی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گہرا دوست)

"اگر تم نے ایسا کیا ہر بدی کا بدلہ۔۔۔ بدی کرنے والے کے ساتھ نیکی سے دیا تو وہ بدی کرنے والا تمہارا جگری دوست ہو جائے گا"۔۔۔ اور یہ کہنے کی بات نہیں ہے بلکہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگی کا مطالعہ کریں کہ وہ صحابہ جو جان کے پیاسے تھے، اچانک ایسا انقلاب آیا کہ وہ جان دینے لگے، یہ کسی کی سیرت میں نظر نہیں آتا کہ جان لینے والے جان دے رہے ہوں، یہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا

Marfat.com

اعجاز ہے۔۔۔۔جو جان لینے والے تھے وہ جان دے رہے تھے اور یہ آپ کے خلق عظیم کا ایک معجزہ ہے جس کے لیے قرآن کریم نے فرمایا ہے:۔

"وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (۱۵۹/ آل عمران/ ۳)

(اے محبوب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے)

آپ کے اخلاق عالیہ نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔۔سب کو اپنا گرویدہ بنایا۔۔۔۔سب کو اپنا عاشق بنایا۔۔۔۔سب کو اپنا فدا کار بنایا۔۔۔۔سب کو اپنا جان نثار بنایا۔۔۔۔وہ ایسے حسین تھے، جن کا ظاہر بھی حسین، باطن بھی حسین، آپ کا حسن دیکھنا ہو تو صحابہ کرام کی آنکھوں سے دیکھیں۔۔۔۔ایک صحابی نے یہ نہیں فرمایا کہ "آپ کا چہرہ ایسا تھا جیسا کہ آفتاب"۔۔۔۔عام طور پر تشبیہ دیتے ہیں۔۔۔۔بلکہ یہ فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا کہ "آپ کے چہرہ مبارک میں آفتاب تیر رہا ہے"۔۔۔۔کیا ادب ہے اور کیسی حسن و جمال کی عکاسی ہے اور کس خوبی سے عکاسی کی ہے۔۔۔۔اللہ تبارک و تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی۔۔۔۔ایک سُنت ظاہر کی ہے، ایک سُنت باطن کی۔۔۔۔ظاہری سُنت تو آپ کو معلوم ہے۔۔۔۔باطنی سُنت یہ ہے کہ عادات کا بدل جانا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات کی پیروی کر لینا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبات و احساسات ہیں ان کی پیروی کرنا۔۔۔۔جتنا انسان اتباع میں کامل ہوتا جائے گا اللہ کے قریب ہوتا جائے گا!

یہاں تک۔۔۔۔۔"يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"

(اللہ تمہیں دوست رکھے گا)

Marfat.com

اللہ کا محبوب بن جائے گا۔۔۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم کو حضور کی سُنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس پر استقامت عطا فرمائے اور ھم اللہ کے ہم محبوب بن جائیں۔۔۔ ہمارے محمد علی سومرو صاحب اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے، بڑے خلوص سے یہ محفل قائم کرتے ہیں اور اصل چیز ہے محفل کے بانی کا خلوص ہے، حاضرین کی تعداد نہیں کہ بہت لوگ آئے تھے، ہزاروں آدمی تھے، اگر ایک بھی مخلص ہے اور اخلاص سے حاضر ہو گیا وہی محفل کا حاصل ہے اور الحمد للہ! محمد علی سومرو صاحب نے بڑے اخلاص سے یہ محفل سجائی، اللہ تعالیٰ ان کو اس اخلاص کی جزا عطا فرمائے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔۔۔ اور جو بھی شریک ہوئے ہیں اور اس میں حصہ لیا ہے اس مجلس کی برکات سے اللہ تبارک وتعالیٰ سب کو مستفیض فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِين

نعت کا ادب یہ ہے کہ دھیمی آواز سے پڑھی جائے[1]۔۔۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نعتیں پڑھیں۔۔۔ قرآن کریم میں جو آیا کہ:۔

"اپنی آوازوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو"

تو خود آپ سوچ سکتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کس آواز سے نعتیں پڑھی ہوں گی۔۔۔ ہم جب نعت پڑھتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل کو فراموش کرتے ہیں۔۔۔ صحابہ کرام کی یہ حالت تھی کہ جب حاضر ہوتے تو یوں محسوس ہوتا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں۔۔۔ جب نعت شریف ہو رہی تھی جب بھی یہی حالت تھی۔۔۔ کس طرح نعت شریف ہوتی ہو گی خود سوچ لیں آیۂ کریمہ کی روشنی میں:۔

ا۔ ایک صاحب جن کا نعت پڑھنے کا انداز صحیح نہ تھا، اس لیے آخر میں نعت خوانی کے آداب کے متعلق اصلاح فرماتے ہوئے انھیں اس طرف متوجہ کیا۔

Marfat.com

"یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ" (۲/الحجرات/۴۹)

(اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو)

اس لیے خصوصاً جہاں علماء ہوں، فقرا ہوں وہاں ایسی اونچی آواز سے نعت نہ پڑھے اور وہاں بناوٹ بھی نہ ہو اور جب بھی نعت پڑھیں تو بقول حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نعت خوانی اُس وقت جائز ہے جب اہل طریقت موجود ہوں، الحمدللہ! یہاں اہل طریقت موجود ہیں۔۔۔ نعت اپنی اصل آواز سے پڑھیں، بناوٹ نہ ہو، بناوٹ سے نہ پڑھیں یعنی اس قسم کی نعت خوانی جائز ہے، جہاں یہ معلوم ہو کہ اپنی آواز سے زیادہ اُس نے آواز بلند نہ کی اور ہاتھ پیر نہ ہلائے جو اکثر آج کل عام طور پر رواج ہے یہ نعت خوانی عوام الناس کی نعت خوانی ہے۔۔۔ لیکن علماء و فقرا کی نعت خوانی نہیں ہے، ہم نے دیکھا ہے اپنے والد ماجد مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں محفل میں نعت خوانی ہوتی تھی ایک سناٹا ہوتا تھا اور کیفیت یہ ہوتی۔

شمع چپ، پروانے ششدر، اہل محفل، دم بخود
ہائے کیا تصویر کا عالم تیری محفل میں ہے!

کیفیت یہ تھی۔۔۔ ہم نے تو یہ نظارے دیکھے ہوئے ہیں۔۔۔ یہ وہی کیفیت تھی جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مشاہدہ

Marfat.com

فرمائی۔۔۔۔وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی راہ پر چلتے ہیں انہی کی راہ کو اختیار کرتے ہیں اپنی راہ نہیں نکالتے۔۔۔۔

جب بھی نعت پڑھیں تو یہ ذہن میں رکھیں کہ صحابہ کرام نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کس طرح نعت پڑھی ہوگی؟۔۔۔۔اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کس طرح سُنی ہوگی؟۔۔۔۔یہ سب باتیں موجود ہیں علماء سے معلوم کرلیا کریں اور عوام الناس میں جو نعت پڑھتے ہیں وہ بھی اس بات کو سمجھ لیں تاکہ نعت خوانی کا لطف دوبالا ہوجائے اور باطنی لطف آنے لگے یہ تو ظاہری لطف ہے۔۔۔۔محفل میں نعت خواں نے دوران نعت شریف میں کہا کہ "ایک شعر ملاحظہ فرمائیں"۔۔۔۔"گویا ہم اپنی توجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹا کر شعر کی طرف کرلیں"۔۔۔۔ہماری نگاہ تو حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے، اب تمہارے شعر کو دیکھیں، یہ کیسی عجیب بات ہے۔۔۔۔نعت کا مطلب یہ ہوتا ہے ہماری نگاہ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوجائے کسی شعر پر نہ ہو، کسی لفظ پر نہ ہو، بلکہ اُس دربار میں پہنچ جائے، یہ ہے نعت خوانی۔۔۔۔اب اس دربار سے واپس آنے کی بات ہے ایک شخص محو ہوچکا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں اور ہم نے کہا کہ "شعر ملاحظہ فرمائیں"۔۔۔۔ ارے بھئی کیا ملاحظہ فرمائیں ہم تو وہاں پہنچ گئے۔

بیخودی لے گئی کہاں ہم کو
دیر سے انتظار ہے اپنا

ہم کو وہاں حاضر ہونے دو۔۔۔۔تو اس کا خیال رکھیں کہ اپنے باطن کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لیے بالکل کھلا رکھیں اور وہی ادب سامنے رکھیں جو صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا۔۔۔۔تو اس محفل کا کیف وسرور بھی کچھ اور ہی ہوگا، جب یہ روش اختیار کریں گے تو وہ کیف وسرور بیان نہیں ہوسکتا۔۔۔

Marfat.com

(۴)

الحمد للّٰہ السمیع المجیب و الصلوٰۃ حبیبہ الشفیع
النجیب وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ مع الحبیب اللبیب

اما بعد

فاعوذ باللّٰہ من الشطین الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ (۱۵/مائدہ/۵)

صدق اللّٰہ مولٰنا العظیم

فقیر سے پہلے مفتی اعظم ہند علامہ ڈاکٹر محمد مکرم احمد (شاہی امام و خطیب مسجد فتحپوری، دہلی) نے خطاب فرمایا۔۔۔ حکیمانہ و عارفانہ خطاب فرمایا اور اس خطاب میں دو خاص باتیں خطاب فرمائی جو یاد رکھنے کے قابل ہے، ایک یہ کہ انسان جو کام کرے وہ رضائے الٰہی کے لیے کرے۔۔۔ اس کی کوئی اپنی غرض نہ ہو، جو کام رضا الٰہی کے لیے کیا جاتا ہے وہ بظاہر دنیا کا کام نظر آتا ہے۔۔۔ لیکن حقیقت میں وہ دین کا کام ہوتا ہے، بس نیت کی بات ہے۔۔۔ ایک انسان دوکان پر بیٹھا ہے کمانے کے لیے، مال جمع کرنے کے لیے یہ دنیا ہے۔۔۔ ایک انسان بیٹھا ہے دوکان پر اس نیت سے کمانے کے لیے کہ وہ کما کر اپنے بیوی بچوں کو پالے اور ان کی تربیت کرے، یہ عبادت ہے۔۔۔ دونوں بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں، دونوں تاجر ہیں۔۔۔ دونوں کا ایک ہی مال ہے، ایک دنیا کما رہا ہے اور ایک دین کما رہا ہے۔۔۔ نیت سے عمل میں انقلاب آتا ہے، اگر نیت اچھی ہے تو عمل کا نتیجہ اچھا ہے۔۔۔

Marfat.com

انسان زمین میں بیج بوتا ہے، اگر بیج اچھا ہے تو فصل اچھی ہے۔۔۔۔ بیج اچھا نہیں ہے تو فصل اچھی نہیں ہے۔۔۔۔ اہل اللہ کی سیرتوں کا مطالعہ کریں تو جب معلوم ہوگا کہ اخلاص کیا چیز ہے اور رضائے الٰہی کے لیئے کام کرنا کیا چیز ہے؟۔۔۔ اہل اللہ کے حالات میں یہ بھی نظر آتا ہے کہ انھوں نے اپنے گھر کا مال ڈاکوؤں کو اپنے ہاتھ سے دے دیا اور وہ ڈاکو اس حسن سلوک کو دیکھ کر تائب ہوگئے۔۔۔۔ دنیاداروں میں اور ان حضرات میں زمین و آسمان کا فرق ہے، ہمارے یہاں ڈاکو داخل ہوتا ہے اُس کا پیچھا کرتے ہیں اس کی رپورٹ درج کرائی جاتی ہے گرفتار کیا جاتا ہے اسے سزا دلوائی جاتی ہے اور اس کے پیچھے لگے رہتے ہیں یہ دنیادار ہے، ہر انسان یہی کرتا ہے، لیکن اہل اللہ کیا کرتے ہیں؟۔۔۔۔ سنیئے!

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک ڈاکو تھا اور بڑا ماہر ڈاکو تھا، ڈاکے ڈالتے ڈالتے اس کا ایک ہاتھ کٹا، دوسرا ہاتھ کٹا۔۔۔۔ ایک پیر کٹا اور دوسرا پیر کٹا، جب وہ آخری بار قید سے رہا ہوا ڈاکہ زنی کا سودا سر میں سمایا ہوا تھا، رات کی تاریکی میں ایک گھر میں داخل ہوا۔۔۔۔ کپڑے کے تھان پڑے ہوئے تھے، گٹھڑیاں باندھنے لگا، ظاہر ہے نہ ہاتھ نہ پیر ہے، پسینے پسینے ہوگیا۔۔۔۔ تہجد کا وقت ہوا ایک بزرگ اس کمرے میں داخل ہوئے چراغ لیئے، یہ گٹھڑی باندھ رہا تھا، آپ نے فرمایا!

"آپ بیٹھیں میں باندھ دیتا ہوں"۔۔۔۔ یہ ڈاکو سمجھا کہ شاید یہ بھی ڈاکو ہے، پھر آپ نے ایک بڑی گٹھڑی باندھ دی اور ایک چھوٹی گٹھڑی باندھ دی۔۔۔۔ اذان فجر ہوگئی تو اُس نے کہا کہ اب سامان لے کر چلو، تم کو تمہارا معاوضہ دے دوں گا، جو تم نے محنت کی ہے تمہیں اس کا معاوضہ مل جائے گا، میرے ساتھ چلو۔۔۔۔ بڑی گٹھڑی بھی اتاری اور چھوٹی بھی اتاری، آپ نے فرمایا! تم معذور ہو چھوٹی گٹھڑی تم

Marfat.com

اُٹھالو، بڑی گٹھڑی میں اُٹھاتا ہوں۔۔۔۔ بڑی گٹھڑی آپ نے سر پر رکھ لی اور چھوٹی گٹھڑی اُس نے رکھ لی، چلتے چلتے پہاڑ کی کھو میں پہنچ گئے، غار کے اندر، چھوٹی گٹھڑی بھی رکھ دی اور بڑی گٹھڑی بھی رکھ دی، کہا کہ لاؤ تم کو تمہارا معاوضہ دوں۔۔۔۔

''فرمایا کہ یہ سب کچھ میرا ہی ہے، تجھ کو مبارک ہو''!

یہ سننا تھا کہ انقلاب آ گیا اُس کی زندگی میں۔۔۔۔ یہ کہہ کر آپ واپس ہو گئے، اُس کی دل کی دنیا بدل گئی اور صبح کو شوق یہ پیدا ہوا کہ جا کر دیکھا جائے کہ اللہ کا بندہ ہے کون؟ جو اپنا مال غار میں میرے پاس چھوڑ کر چلا گیا، رات کی تاریکی میں گھر کا اندازہ نہ کر سکا صبح پہنچا۔۔۔۔ پوچھا کہ ایک تاجر ہے اُن کا یہاں مکان ہے، کسی نے کہا تاجر تو نہیں ہے، ایک بزرگ ہیں اور اُن بزرگ کا نام حضرت جنید بغدادی (علیہ الرحمہ) ہے۔۔۔۔ تو اُس حال میں جہاں درس دے رہے ہیں، تربیت کر رہے ہیں، اپنے مریدین کی، دیکھو وہی بزرگ تو نہیں ہیں؟۔۔۔۔ جب یہ داخل ہوا تو اس نے آپ کے چہرے پر نظر ڈالی فوراً قدموں میں گر گیا اور تائب ہو گیا اور ڈاکے چھوڑ دیئے اور پھر یہ ولی کامل ہو گیا، پھر اس ڈاکو کا ولی کامل میں شمار ہونے لگا۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

ایسے ہی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے واقعات ہیں، یہاں اگر کوئی کسی کو گرفتار کر لے تو ایک شور مچ جاتا ہے۔۔۔۔ ہر ایک سے کہتے پھرتے ہیں، جب کہ ہمیں رہائی کی قدرت نہیں ہوتی۔۔۔ حضرت مجدد الف ثانی کو جب جہانگیر نے قید کیا تو آپ بدلہ لینے پر قادر تھے، فوجی افسران اور وزراء سب آپ کے مرید تھے۔۔۔ آپ نے فرمایا کہ جہانگیر کو کچھ نہیں کہنا، یہ وزیروں کو بھی لکھا، امیروں کو بھی لکھا، کمانڈروں کو بھی لکھا تاکہ بغاوت نہ ہو اور ایک عجیب بات فرمائی:۔

Marfat.com

''فرمایا کہ یہ قید جہانگیر کی طرف سے نہیں ہے یہ تو اللہ کی طرف سے ہے، ہم کو اللہ بھی محبوب ہے اور یہ قید بھی محبوب ہے اور جس نے یہ قید ہم تک پہنچائی ہے یعنی جہانگیر وہ بھی محبوب ہے''۔

اس تحمل و برداشت کی نظیر نہیں ملتی ۔۔۔۔ وہ غم والم برداشت کرتے ہیں۔۔۔۔فرمایا!

''وہ غم میں جو رضا الٰہی کے لیے ہو خوشی سے زیادہ لطف دیتا ہے''۔۔۔

تو اصل چیز ہے رضا الٰہی ہے اور ہم دنیا میں اسطرح مگن ہو جاتے ہیں کہ رضا الٰہی کا خیال نہیں رہتا، حضرت سید علی ہمدانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ''رسالہ فتوتیہ'' میں فرمایا کہ تین قسم کے بھائی ہیں۔۔۔

ایک تو نسبی ''بھائی'' دوسرا وہ جو کام نکالنے کے لیے دوکان دار بھائی بناتے ہیں، غرض نکلی اخوت ختم ہوگئی، سب سے سچا ''بھائی'' وہ ہے جو روحانی رشتے سے منسلک ہے۔۔۔ یہ جو روحانی رشتے سے بھائی بنا ہے ''وہ حقیقی بھائی'' ہے۔۔۔ الحمدللہ! اس محفل میں حقیقی بھائی موجود ہیں جو روحانی رشتے سے منسلک ہیں۔۔۔ کہاں کہاں سے آئے ہیں، کچھ بھائی ہندوستان سے آئے ہیں۔۔۔ کچھ اسلام آباد سے آئے ہوئے ہیں۔۔۔ کچھ لاہور سے آئے ہوئے ہیں۔۔۔ جگہ جگہ سے آئے ہوئے ہیں، سب ایک جگہ ہیں۔۔۔ سب ایک صف میں منسلک ہو گئے ہیں، ایک لڑی میں پروئے گئے، اللہ کی رضا کے لیے۔۔۔ جو بیٹھا ہے یہاں پر اس کی کوئی غرض نہیں، ایسی مقدس محافل، ایسی پاکیزہ محفلیں کہیں نظر نہیں آئیں گی۔۔۔ ہر محفل میں غرض ہے خواہ وہ شادی کی محفل ہو۔۔۔ وہ سالگرہ کی محفل ہو۔۔۔ وہ عقیقہ کی

Marfat.com

محفل ہو۔۔۔۔کوئی بھی محفل ہو اُس میں غرض ہوتی ہے، لیکن یہ جو محافل ہیں اس میں غرض نہیں، اس کی انعقاد کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم قرآن کریم میں موجود ہے، فرمایا کہ:۔

''اللہ کے احسانات کو یاد کیا کرو'' ۔۔۔۔بار بار قرآن میں فرمایا!

''اللہ کی نعمتوں کو یاد کیا کرو'' ۔۔۔۔یہ اللہ تبارک وتعالیٰ حکم دے رہا ہے تو حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم سب نعمتوں کی جان ہیں اور سب احسانات میں عظیم احسان۔۔۔۔جو آپ کے ذکر کو منع کرتا ہے خود اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے خلاف حکم دیتا ہے، یہ ذہن میں رکھیں، جو یہ کہے کہ یہ نہ کرو۔۔۔۔وہ اللہ کا باغی ہے۔۔۔۔تو اللہ کہتا ہے کہ یاد کرو، ہم کو بھی یاد کرو۔۔۔۔ہمارے محبوبوں کو بھی یاد کرو، قرآن کریم میں شروع سے لے کر آخر تک دیکھیں اور اُس کی حکمت بھی بتائی کیوں یاد کرو۔۔۔۔حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

''ہم جو یہ قصے بیان کرتے ہیں تو یہ جو نبیوں کی باتیں تم کو سناتے ہیں اس لیے تا کہ آپ کا دل مضبوط ہو جائے''۔۔۔۔سرکار ﷺ کا دل تو مضبوط تھا بات ہمیں سنانی تھی، ان حضرات عالیہ کے واقعات پڑھ کر، ایسی صاحب استقامت شخصیتوں کی سیرت پڑھ کر، استقامت کی طرف انسان مائل ہوتا ہے۔۔۔۔قرآن کریم میں انبیاء کا ذکر ہے۔۔۔۔قرآنِ کریم میں اُولیا کا کا ذکر ہے۔۔۔۔قرآن کریم میں صُلحاء کا ذکر ہے، تو یہ ذکر کرنا سُنت الٰہی ہے۔۔۔۔کب سے چلا آ رہا ہے۔۔۔۔یہ تو اُس وقت سے چلا آ رہا ہے، جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے روزِ اول میں ایک محفلِ میلاد سجائی تھی:۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا

Marfat.com

مَعَکُمْ (۸۱/آل عمران/۳)

(اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے اُن کا عہد لیا جو میں تم
کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ
رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے)

پہلا میلاد شریف اللہ تبارک وتعالیٰ نے کیا۔۔۔جس میں خطاب اللہ کا تھا اور حاضرین انبیاء علیہ السلام تھے، یہ پہلا میلاد تھا۔۔۔ وہ کہتے ہیں کب سے چلا؟۔۔۔بھئی کیا بتائیں کب سے چلا؟۔۔۔کوئی کہہ نہیں سکتا کب سے چلا جتنے انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام دنیا میں تشریف لائے اس میلاد کا ذکر سب نے اپنی اُمتیوں سے کیا گویا ہر نبی نے میلاد کی محفل سجائی اپنی زندگی میں۔۔۔ظاہری زندگی میں کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء تشریف لائے تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری تک کتنی میلاد کی محافل ہوئیں۔۔۔ ہزاروں، لاکھوں محفلیں ہوچکیں اور ہم پوچھتے ہیں کہا لکھا ہوا ہے؟۔۔۔کون سی حدیث میں آیا؟۔۔۔ارے بھئی حدیث نہیں پہلے قرآن کریم میں دیکھ لو، حدیث میں تو بعد میں دیکھنا۔۔۔قرآن کریم میں دیکھو!

اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر کیا اور نبیوں سے عہد لیا کہ جب وہ تمہارے پاس آئیں۔۔۔ "لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ"۔۔۔اور تم ان پر ایمان لانا، مدد کرنا، جان نثاری کرنا، یہ تم پر فرض ہے، یہ اللہ نے فرمایا۔۔۔ یقیناً ہر نبی نے اپنے اُمتیوں کو یہ پیغام سُنایا۔۔۔تو یہ سُنت الٰہی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء کا ذکر کیا۔۔۔قرآن کریم میں اولیا کا ذکر کیا۔۔۔نیک بندوں کا ذکر کیا۔۔۔ ہم حضور کے ذکر پر اعتراض کرتے ہیں، عرس پر اعتراض کرتے ہیں، اس میں کیا ہوتا ہے؟۔۔۔ولی کا ذکر ہوتا ہے، ولی کا ذکر اللہ نے کیا۔۔۔

Marfat.com

ایک واقعہ یاد آیا، دہلی میں ایک عالم رہتے تھے مولانا نثار احمد صاحب، اجین سے بعض اہل سنت نے میرے والد ماجد حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کو لکھا کہ یہاں میلاد کے مخالفین اور فاتحہ کے مخالفین سے مناظرہ کرنا ہے کسی عالم کو بھیج دیں۔۔۔۔ مولوی نثار احمد علیہ الرحمہ عالم تو نہ تھے، حافظ قرآن اور مقرر تھے۔۔۔۔ اتفاق سے وہ آگئے، مفتی اعظم نے فرمایا! آپ مناظرے کے لیے اجین چلے جائیں۔۔۔۔ ادبا تو خاموش رہے، مجھ سے کہا میں تو عالم نہیں، میں نے کہا کہ جب مفتی اعظم نے کہا ہے تو چلے جائیں۔۔۔ چنانچہ وہاں گئے ان کی تقریر شروع ہوئی، تقریر میں قصے سنائے، مخالفین میں عالم وفاضل تھے، تو انھوں نے بانی محفل کو ایک پرچہ لکھا۔۔۔ "یہ مولوی قصہ کہانی بیان کر رہے ہیں یہ جاہل ہیں، ان سے مناظرہ کے لیے ہم تیار نہیں"۔۔۔ وہ پرچہ مولوی صاحب تک پہنچا دیا گیا، مولوی صاحب نے کہا کہ اس پرچہ میں لکھا ہے "کہ یہ مولوی صاحب قصہ بیان کرتا ہے یہ جاہل ہے اس سے مناظرہ کے لیے ہم تیار نہیں"، یعنی جو قصہ بیان کرے وہ جاہل ہے۔۔۔ پھر اہل محفل سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب سنو قرآن کریم میں کتنے قصے ہیں، چوں کہ یہ مولانا حافظ قرآن تھے اسی لیے شروع سے لیکر آخر تک قصے سنائے، فرمایا کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قصے سنائے ہیں، مخالفین پرچے میں لکھ رہے ہیں کہ جو قصہ سنائے وہ جاہل ہے۔۔۔ "تو معاذ اللہ انھوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو جاہل کہا"۔۔۔ بس یہ سنتے ہی پوری محفل بپھر گئی، لوگوں نے نعرے لگائے اور مخالفین کو محفل سے نکال دیا، وہ رسوا ہو کر چلے گئے اور مولانا احمد صاحب کامیاب ہوئے اور مناظرہ ختم ہو گیا۔۔۔ مولانا کو بہت تحفے وتحائف ملے اور وہ بہت خوش خوش دہلی آئے۔۔۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ نے ذکر کا حکم دیا۔۔۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے احسان کے بیان کرنے کا ذکر کیا۔۔۔ ہم تو آپس میں ایک دوسرے کا احسان کا ذکر

Marfat.com

کرتے ہیں تو اللہ کے احسان کا ذکر کیوں نہ کریں؟۔۔۔اور تو اور جوان حضرات کے ساتھ وابستہ ہوگیا، اُن صلحاء کا بھی ذکر کیا۔۔۔اُن نیک بھائیوں کا ذکر کیا جن کے والد کا طریقہ یہ تھا کہ وہ باغ کا پھل توڑنے سے پہلے، جو فقراء جمع ہو جاتے، صبح ہی صبح جس دن وہ باغ کا پھل توڑتے تو فقراء سے کہتے جو پھل گر گیا پورے باغ میں سب سمیٹ لو، ظاہر ہے وہ منوں ہوتا، سب سمیٹ لیا کرتے۔۔۔والد کا انتقال ہوگیا اب بھائیوں نے مشورہ کیا والد خواہ مخواہ پھل ضائع کرتے تھے، منوں فقیروں کو دیتے تھے، ایسا کریں کہ ہم اُن فقیروں کے آنے سے پہلے چلے جائیں اور تمام پھل اُتار لیں، ایک بھائی نے کہا ایسا نہ کرو۔۔۔اس ''نیک بھائی'' کا اللہ نے ذکر کیا، اس کی نیک نیتی کا ذکر کیا۔۔۔فرمایا اُس بھائی نے کہا بھائی جو والد کرتے تھے وہی کرو، فقروں کو محروم نہ کرو۔۔۔ بھائیوں نے کہا مگر ہم تو یہی کریں گے، اللہ تعالیٰ نے بھائیوں کی بد نیتی کی وجہ سے اُس باغ کو جلا کر بھسم کر دیا۔۔۔قرآن کریم میں ہے، یہ بھائی پھل اتارنے اپنے باغ کی طرف گئے، وہ تو ختم ہو چکا تھا۔۔۔یہ سمجھے شاید ھم راستہ بھول گئے مگر جب حقیقت کھلی تو نادم ہوئے۔۔۔اُس نیک بھائی نے کہا! میں نے نہیں کہا تھا تم سے، نیت صاف رکھو، اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے یہ عذاب ہے۔۔۔تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس بھائی کا ذکر کیا۔۔

اس واقعہ سے دو سبق ملتے ہیں ایک یہ کہ جب نیت خراب ہوتی ہے انسان کی۔۔۔اُس کا مال بھی خراب ہو جاتا ہے اور نیت اچھی ہوگی تو مال میں ترقی ہوگی۔۔۔اُن کے مال میں ترقی ہوتی تھی جو منوں دیتے تھے، تو منوں آتا تھا، قرآن کریم نے مثال دی زمین کی، کھیت کی۔۔۔جو کسان بیج بوئے، فنا کر دیتا ہے، کوئی تاجر فنا نہیں کرتا وہ دوکان سجاتا ہے اپنی۔۔۔جو بھی لاتا ہے مال سجاتا ہے، وہ خاک میں نہیں ملاتا، ایک کسان ہے جو خاک میں ملا کر اللہ پر توکل کرتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ کچھ ملے گا۔۔۔فرمایا! ''ہم اُسی دانے میں سے کتنی بالیں نکالتے ہیں، ہر

Marfat.com

بال میں سو(۱۰۰) دانے اور اللہ چاہے تو اس سے بھی زیادہ عطا فرمادے"۔۔۔۔تم دیکھتے نہیں جو نیکی میں حصہ لیتا ہے اُس کو ہم اس طرح بڑھاتے ہیں۔۔۔۔اور یہ خیال ہی خیال نہیں بلکہ آپ دیکھیں اس معاشرے میں، مشاہدے میں یہ بات آئے گی کہ جو اللہ کی راہ میں دیتا ہے وہ محروم نہیں رہتا اُس کو ملتا ہے۔۔۔۔تو ذکر تھا نیکوں کے ذکر کا تو پھر حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی کیا بات ہے؟۔۔۔۔قرآن کریم نے حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی پہلی محفل کا ذکر کیا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے محفل سجائی۔۔۔۔ پہلے اللہ نے سجائی پھر اللہ کے حبیب نے، سب مسلمانوں کو جمع کیا اور فرمایا معلوم ہے میں نے تم کو کس لیے جمع کیا، میں نے اس لیے جمع کیا کہ۔۔۔۔"میرے بعد ایک نبی آنے والا ہے جس کا نام احمد ہوگا میں اس کی خوش خبری سناتا ہوں"۔

یہ میلاد شریف نہیں تو اور کیا ہے، سب کو جمع کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خطاب کیا، اس خطاب میں فرمایا وہ تشریف لانے والے ہیں اُن کا نام احمد ہوگا۔۔۔ یہ آخری خطاب ہے، اب کوئی آپ سے پوچھے کہ کہاں لکھا ہوا ہے تو کہیں کہ قرآن میں لکھا ہوا ہے۔۔۔۔تم کیا پوچھتے ہو یہ تو قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے اور نہ صرف ان کا ذکر کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے، بلکہ جو ان کے دامن سے وابستہ ہوگیا اس کا بھی ذکر کیا۔۔۔۔اصحاب کہف کا واقعہ، سگ اصحاب کہف جو اُن کے ساتھ ہوگیا، ہم تو کُتّے کو مارتے دھتکارتے ہیں کوئی پیار نہیں کرتا، مگر اللہ نے اُس کُتّے سے پیار کیا جو اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ ہوگیا، حالانکہ وہ انبیاء نہیں تھے، یہ اللہ کے نیک بندے تھے، کُتّا اُن کے ساتھ لگ گیا، قرآن کریم نے اس کُتّے کا کس پیار سے ذکر کیا:

"وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ" (۱۸/کہف/۱۸)

(اور ان کا کُتّا غار کے دہانے پر کلائیاں پھیلائے بیٹھا ہے)

Marfat.com

ایک چیز جس کا ذکر محبت سے کیا جاتا ہے۔۔۔ ایک چیز جس کا ذکر بغیر محبت کے اور اگر یہ کہا جائے کہ کتا بیٹھا ہوا ہے اس سے کوئی محبت ظاہر نہیں ہو رہی۔۔۔ فرمایا وہ کتا اُن کی غار کے چوکھٹ پر بیٹھا ہے کلائیاں پھیلائے۔۔۔ جب "کلائیاں پھیلائے" تو۔۔۔ فرمایا! اُس سے معلوم ہوتا ہے کس پیار سے بیٹھا ہے۔۔۔ اللہ نے ذکر فرمایا۔۔۔ اللہ نے اپنے محبوبوں کا ذکر کیا، محبوبوں سے نسبت رکھنے والوں کا ذکر کیا، پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو کیوں منع کرتے ہیں؟۔۔۔ جو ذکر کو منع کرتا ہے وہ اللہ کی نافرمانی کرتا ہے، یہ ذہن میں رکھیں۔۔۔

ابلیس نے اللہ کے آگے سجدہ کرنے سے انکار نہیں کیا اور اب بھی نہیں کرتا، ایک صاحب سے میں نے پوچھا کہ ابلیس نے کون سا گناہ کیا کہ اس کو سزا ملی؟۔۔۔ آپ منع کرتے ہیں غیر اللہ کے آگے جھکنے کو اور اُس کی تعظیم کرنے کو یہ تو شیطان نے کیا تھا۔۔۔ اللہ نے تو غیر اللہ کے آگے جھکایا تھا، نہ جھکنے پر وہ مارا گیا، اس نے اللہ کا انکار نہیں کیا، اب بھی نہیں کرتا، آپ کے خیال کے مطابق اُس کو تو انعام ملنا چاہیے تھا، انعام کی بجائے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس کو ہمیشہ کے لیے مردود کر دیا۔۔۔

معلم الملکوت۔۔۔ ایسا اُستاد کہ دنیا میں ایسا اُستاد نہیں ملے گا۔۔۔ شاگرد ایسے کہ دنیا میں ایسے شاگرد نہ ملیں گے۔۔۔ ایک آن میں اوپر سے نیچے گرادیا گیا، صرف بے ادبی کی وجہ سے۔۔۔ گستاخیاں کرنے والے ہر گلی کوچے میں بے ادبی کرتے پھرتے ہیں اللہ اور اللہ کے حبیب کی۔۔۔ شیطان کا قصہ سورۂ بقرہ میں اس لیے بیان فرمایا تا کہ عقل آجائے انسان کو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب میں باادب رہے، حدیث شریف میں فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسطرح بیٹھتے تھے سر جھکائے جس طرح ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں، اپنا حال خود دیکھ لیں۔۔۔

Marfat.com

گلی گلی کوچے کوچے کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں باتیں کرتے ہیں، میں حیران ہوتا ہوں، کسی صحابی نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف، کمالات و فضائل کے علاوہ کوئی بات نہیں کی اور محبت کا تقاضا یہی ہے کہ محبوب کی تعریف کی جائے۔۔۔۔ محبوب کے عیب تلاش کرنا مُحب کا کام نہیں۔۔۔۔ اب تک کوئی عاشق نہیں ملا جو اپنے معشوق کے لیے، اپنے محبوب کے لیے کہے اُس میں یہ خرابی ہے۔۔۔۔ یہ خرابی ہے۔۔۔۔ یہ خرابی ہے بلکہ اگر آپ محبوب کی غلط تعریف بھی کریں گے جب بھی وہ خوش ہوگا، اتفاق سے کالا ہے اُس کا محبوب اور آپ کہیں کہ ایسا روشن ہے جیسے چاند۔۔۔۔ تو یہ نہیں کہے گا کہ آپ خاموش رہیں وہ تو کالا ہے، وہ خوش ہوگا۔۔۔۔ آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوں یا ایک آنکھ نہ ہو، آپ کہیں کہ کیسی کٹورا سی آنکھیں ہیں اُس کی تو وہ کبھی یہ نہیں کہے گا کہ تم جھوٹ بولتے ہو اس کی تو چھوٹی چھوٹی آنکھیں ہیں، اُس کی تو ایک آنکھ نہیں ہے۔۔۔۔ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ محبوب کی تعریف کی جائے، جو محبوب کی تعریف سے جلتا ہے پھر بھی یہ کہتا ہے کہ میں تو محبت کرتا ہوں تو آپ خود اندازہ لگائیں کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا۔۔۔۔ یہ ایک فطری اور نفسیاتی حقیقت ہے کہ جس سے محبت ہوگی اُس کی انسان تعریف سننا پسند کرے گا، اس کی بُرائی سننا گوارا ہی نہ ہوگا۔۔۔۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم کو حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں باادب رکھے اور کوئی ایسا کلمہ ہماری زبان سے نہ نکلے جو آپ صلّی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ ہو، اللہ تبارک وتعالیٰ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں سے محفوظ رکھے اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ہمارے دلوں کو منور فرمائے۔ آمین!

وما علینا الا البلاغ المبین

Marfat.com

الحمد للّٰہ السمیع المجیب و الصلوٰۃ حبیبه الشفیع
النجیب وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ مع الحبیب اللبیب

اما بعد

فاعوذ باللّٰہ من الشطین الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا
السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ (۱۵۳/انعام/۶)

صدق اللّٰہ مولٰینا العظیم

فقیر سے پہلے مولانا جاوید اقبال مظہری ذی مدظلہ نے خطاب فرمایا اور اس کے بعد مولانا سیف الرحمٰن نے خطاب فرمایا۔۔۔

مولانا جاوید اقبال مظہری نے اپنے خطاب میں حضور اکرم صلّی اللّٰہ علیہ وسلم کی رحمت کا ذکر فرمایا اور وہ آیت کریمہ پیش کی جس میں اللّٰہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

''کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت بنا کر ساری عالمین کے لیے'' (۱۰۷/انبیاء/۲۱)

مولانا جاوید اقبال مظہری نے یہ بھی کہا کہ حضور اکرم صلّی اللّٰہ علیہ وسلم اس وقت سے رحمت ہیں جب اللّٰہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔۔۔حدیثِ نور مشہور ہے جو مصنف عبدالرزاق سے علماء کرام صدیوں سے نقل

Marfat.com

کرتے چلے آرہے ہیں۔۔۔اس میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ:۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا چیز تخلیق کی؟۔۔

تو آپ نے فرمایا:

''سب سے پہلے اللہ نے اپنے نور سے میرے نور کو پیدا فرمایا''

یہ حدیث پاک بڑی طویل ہے۔۔۔پھر اُس نور سے کتنے حصّے کیے گئے۔۔۔ اُن سے کیا تخلیق فرمایا؟۔۔۔پھر اُس نور کے حصّے کیے گئے۔۔۔ پھر حصّے کیے گئے۔۔۔پوری کائنات تخلیق فرمائی۔۔۔اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ کائنات کے ذرہ ذرہ پر حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے اور کائنات کی تخلیق کا سبب حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔۔۔تو حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم ہر ذرہ کے لیے رحمت ہیں۔۔۔کوئی ذرہ نہیں ہے۔۔۔کائنات کی کوئی ایسی شے نہیں ہے۔۔۔کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ جس پر حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی رحمت نہ ہو۔۔۔جو آپ کے رحمت سے فیضیاب نہ ہو۔۔۔دوسری بات مولانا جاوید اقبال مظہری نے فرمائی وہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی عفو و درگزر کی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا:۔

"خُذِ الْعَفْوَ" معاف کرنا عادت بنالیں۔۔۔اور آپ نے ایسا معاف کیا۔۔۔ایسا معاف کیا۔۔۔سب کو معاف کیا۔۔۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ نے اپنی حیات ظاہری میں کبھی اپنی ذات کے لیے کسی سے بدلہ نہ لیا۔۔۔اب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کا مطالعہ کریں اور اپنے کردار کا جائزہ لیں، ہمارا حال کیا ہے۔۔۔ہم حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کے عشق کا دم بھرتے

Marfat.com

ہیں۔۔۔محبت کا دم بھرتے ہیں، لیکن بدلہ لینے کے عادی ہیں۔۔۔انتقام لینے کے عادی ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:۔

''حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی جان کے لیے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا''۔

اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

''مارنا تو بڑی بات ہے مارنے کے لیے کبھی ہاتھ تک نہیں اُٹھایا''

یہ سرکار کی شان تھی، جتنے بھی جانی دشمن تھے، سب کو معاف فرمایا۔۔۔ ایک جانی دشمن کا ذکر کیا، سراقہ بن جعشم جس کو سو اونٹوں کی لالچ دی گئی تھی۔۔۔ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو شہید کرنے کے لیے اور جیسا کہ مولانا اقبال مظہری صاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حملہ کرنا چاہا۔۔۔پھر سرکار نے معاف کیا۔۔۔پھر حملہ کرنا چاہا۔۔۔پھر معاف کیا۔۔۔پھر حملہ کرنا چاہا۔۔۔پھر معاف کیا۔۔۔یہاں تک فرمایا، لیکن بات آگے بھی ہے اور آگے یہ ہے کہ اُس سراقہ نے یہ کہا کہ اگر آپ فاتحانہ انداز سے مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ تشریف لائے تو اس وقت مجھے کوئی نہیں چھوڑے گا، لہٰذا آپ مجھے معافی نامہ لکھ کر دے دیں۔۔۔تو حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھ کر دے دیا معافی نامہ۔۔۔کوئی ہے ایسا جو اپنے قاتل کو معافی نامہ لکھ کر دیدے، کوئی ایسا بھی نہیں ہے کہ زبانی معاف کردے، قتل کرنا معمولی بات نہیں ہے، ہم کو ذرا سی ایذا پہنچتی ہے ہم بدلہ لینے کے لیے فوراً تیار ہو جاتے ہیں۔۔۔عفو و درگزر کی خوبی ہماری سیرت سے اور ہمارے

Marfat.com

کردار سے نکل چکی ہے، شاذ و نادر ہی کوئی ملے گا کہ معاف کردے اور اہل اللہ کی شان یہ ہے کہ وہ معاف کر دیتے ہیں، حضرت سید علی ہمدانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

''مردانگی یہ ہے کہ دوسروں کا حق دے دیا جائے اور اپنے حق کا مطالبہ نہ کیا جائے''۔

اللہ اکبر! ''دوسروں کا حق دے دیا جائے اپنے حق کا مطالبہ نہ کیا جائے''۔۔۔۔ ایسا کوئی ملے گا؟۔۔۔۔حق لینے والے ملتے ہیں، اپنا حق معاف کرنے والے نہیں ملتے۔۔۔ ۔معاشرے کی تربیت۔ ۔۔۔ معاشرے کی ترقی۔۔۔۔معاشرے کا فروغ۔۔۔۔اُنہی اداؤں سے ہوتا ہے جو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عطا فرمائی ہیں۔۔۔۔ان اداؤں سے اور اُن اخلاق سے ہم دور ہوتے جا رہے ہیں، تو سراقہ کو حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف معاف کیا بلکہ لکھ کر دیا اور ایک اور ارشاد گرامی ہے وہ توجہ کے قابل ہے جس ہاتھ سے اُس نے تلوار چلائی۔۔۔آپ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

''ایک وقت آئے گا قیصر وکسریٰ کے کنگن تیرے ہاتھ میں پہنائے جائیں گے''۔

انداز تو لگائیں آپ، قیصر وکسریٰ کے کنگن ایران کے بادشاہ ہوں کے کنگن تیرے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے اور وہ وقت بھی آیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جب ایران سے غنیمت کا مال آیا تو اُس میں کنگن بھی تھے، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سراقہ آؤ، میں حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کو پورا کروں، آپ نے کنگن پہنائے اُس کے ہاتھ میں۔۔۔ یہ مثالیں ہمارے سامنے اسی لیے ہیں تا کہ ہم ان کی پیروی کریں، جیسا کہ ابھی حضرت سیف الرحمن صاحب سے یہ آیت کریمہ سماعت فرمائی:۔

Marfat.com

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"

(۳۱/ آل عمران/ ۳)

(اے محبوب فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار ہو جاؤ اللہ تمھیں دوست رکھے گا)

اس آیت کریمہ کی روح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور محبوبیت کا وسیلہ ہے۔۔۔۔ بالعموم لوگ کہتے ہیں کہ صرف اللہ کی یاد کرو۔۔۔۔ بس اللہ کو، لیکن جب ہم اللہ کی طرف دیکھتے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تم محمد رسول اللہ کی طرف دیکھو۔۔۔۔ تو سرکار کی طرف دیکھنا بھی اللہ کے ارشاد ہی کی تعمیل ہے، ہم ایسے ہی نہیں دیکھتے۔۔۔۔ ایسے ہی محبت نہیں کرتے۔۔۔۔ قرآن کریم میں محبت کا درس دیا گیا، اللہ نے اپنی بھی محبت کا درس دیا اور اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا بھی۔۔۔۔ فرمایا:۔

"قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ" (۲۴/ توبہ/ ۹)

(تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمھیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں

Marfat.com

لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ
اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا)

بعض لوگ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کو شرک سمجھتے ہیں، معاذ اللہ !۔۔۔ اللہ سے محبت کرو، بس اللہ کی طرف توجہ کرو۔۔۔ یہ نہیں دیکھتے کہ قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کیا فرما رہا ہے، ہر اُس چیز سے نفی جو ہمارا دل کھینچتی ہے۔۔۔ والدین کی محبت دل کھینچتی ہے۔۔۔ بھائیوں کی محبت دل کھینچتی ہے۔۔۔ ازواج کی محبت دل کھینچتی ہے۔۔۔ رشتہ داروں کی محبت اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔۔۔ دولت کی محبت اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔۔۔ دوکان کی محبت اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔۔۔ زمین اور جاگیر کی محبت اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔۔

اللہ نے فرمایا کہ تم کو اگر اللہ ورسول سے زیادہ ان چیزوں سے محبت ہے، تمھیں اپنے والدین سے محبت ہے۔۔۔ تمھیں اپنی ازواج سے محبت ہے۔۔۔ یا۔۔۔ دولت سے محبت ہے۔۔۔ یا۔۔۔ دوکان سے محبت ہے۔۔۔ یا۔۔۔ یجا گیر سے محبت ہے، تو انتظار کرو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تم پر اپنا حکم نازل کرے یعنی عذاب نازل کرے۔۔۔ تو ہماری مصیبتوں کی وجہ کیا ہے؟۔۔۔ مصیبت کی وجہ یہی ہے کہ اس ارشاد سے دور ہوتے جارہے ہیں، جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا، یہ تو اللہ کا ارشاد ہے اس آیت کریمہ میں بھی۔۔۔ جو فرمایا:۔

"قُل اِن کنتم تحبون اللّٰــہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ (۳۱/آل عمران/۳)

(اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار ہو جاؤ اللہ تمھیں دوست رکھے گا)

Marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، محبت الٰہی کا وسیلہ ہے۔۔۔اللہ کی محبت کا معیار حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے، جو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے یہ ہو نہیں سکتا کہ اللہ سے محبت نہ کرتا ہو۔۔۔اور ہاں، جو اللہ سے محبت کرتا ہے اُس کے متعلق کہا نہیں جاسکتا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے یا نہیں۔۔۔ان دونوں محبتوں میں یہ فرق ہے کہ جو صرف اللہ سے محبت کرتا ہے اُس کے متعلق نہیں کہا جاسکتا کہ وہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے یا نہیں کرتا۔۔۔لیکن جو حضور سے محبت کرتا ہے وہ اسی لیے محبت کرتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول اور اللہ کے محبوب ہیں، موٹی سی بات ہے کسی عقل و دانائی اور حکمت کی ضرورت نہیں ہے تو جو حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے، یقیناً وہ اللہ سے محبت کرتا ہے اور جو اس محبت کرنے والے سے بدگماں ہوتا ہے وہ بڑی بدگمانی میں مبتلا ہوتا ہے جس کو قرآن کریم نے فرمایا ہے:۔

''تم بدگمانی کر کے یہ چاہتے ہو کہ تم مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھاؤ''۔۔۔اور ہم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو مسلمانوں سے بدگماں ہیں اُن کے لیے قرآن کریم نے فرمایا کو جو بدگمانی کرتے ہیں وہ ایسے ہیں جیسے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائیں، بہرحال تو میں عرض کر رہا تھا کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم رحمت ہیں، کائنات کے ایک ایک ذرہ کے لیے۔۔۔آپ کی محبت اور آپ کی اطاعت وسیلہ ہے محبت الٰہی کا اور ہمارے مولانا سید علم الدین شاہ صاحب نے جو تقریر فرمائی اور یہ آیت کریمہ پڑھی، اللہ نے فرمایا!

''مجھ سے محبت کرو اور میرے حبیب سے محبت کرو''۔۔۔محبت کب ہوتی ہے جب کوئی خوبی ہوتی ہے اور ہم یہ کہیں جائیں کہ کسی میں یہ بھی نہیں ہے، یہ بھی نہیں ہے، یہ بھی نہیں ہے تو آپ خود فرمائیں کون محبت کرے گا؟۔۔۔جس محبت کا مطالبہ

Marfat.com

کیا جارہا ہے وہ قائم ہو ہی نہیں سکتی، وہ محبت قائم ہوگی جب سارے فضائل و کمالات جو قرآن کریم میں بیان کئے گئے ہیں وہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت کئے جائیں تسلیم کئے جائیں، جو تسلیم نہیں کرتا وہ محبت میں کمال حاصل کر ہی نہیں سکتا، اصل چیز جس سے محبت ہوتی ہے وہ فضائل ہیں اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فضائل بیان کئے، کمالات بیان کئے، قرآن کریم میں تاکہ اُن کمالات کو دیکھ کر، اُن فضائل کو دیکھ کر خود بخود انسان کی توجہ سرکار کی طرف ہو جائے، اسی لیے قرآن کریم میں فرمایا جو لوگ ایمان لائے ہیں اُن کے لیے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ حضور سے!

"فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْبِهٖ وَعَزَّرُوْهُ" (۱۵۷/اعراف/۷)

(تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں)

جو اُس پر ایمان لائیں۔۔۔ وَعَــزَّرُوْهُ ۔۔۔اُس کی تعظیم کریں، تعظیم سے ہی معلوم ہوتا ہے تعلق، کوئی آیا ہے اُس کے لیے آپ کھڑے ہوتے ہیں، مصافحہ کرتے ہیں، دونوں کا تعلق معلوم ہوتا ہے، وہ آیا بیٹھ گیا، دیکھنے والے سمجھیں گے کہ آپ کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔۔۔ تعظیم محبت کا پہلا درجہ ہے کہ ہم دیکھ لیتے ہیں کہ ان دونوں کے درمیان محبت ہے، تعظیم سے محبت کا اندازہ ہوتا ہے، لیکن ابھی تعظیم کرنے والا محبت میں کامل نہیں ہے، فرمایا:۔

"فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْ بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ" (۱۵۷/اعراف/۷)

(تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں)

اور دوسرا درجہ کیا ہے تعظیم کے بعد، دوسرا درجہ ہے فداکاری کا۔۔۔ دوسرا درجہ ہے جان نثاری کا۔۔۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فداکاری و جان نثاری کا حق ادا کیا۔۔۔ جان و مال، آل و اولاد، ماں باپ سب کچھ قربان کر دیا اور آخر میں فرمایا:۔

Marfat.com

"وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۱۵۷/اعراف/۷)

(اور اُس نور کی پیروی کریں جو اُس کے ساتھ اُترا وہی بامراد ہوئے)

یعنی آپ کی پیروی کریں اور قرآن کریم کی پیروی کریں، اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کو حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم پر قربان کردیں۔۔۔وہی چاہیں جو اللہ چاہے۔۔۔وہی چاہیں جو حبیب کریم صلّی اللہ علیہ وسلم چاہیں۔۔۔اُن کی اپنی چاہت ہو ہی نہیں، مقام رضا یہی ہے کہ انسان اپنی چاہت کو اپنے حبیب کی چاہت پر قربان کردے۔۔۔ہم قربان نہیں کرتے۔۔۔ہم اپنی آرزوئیں پیش کرتے ہیں، میری آرزو یہ ہے، میرے لیے یہ دعا کریں۔۔۔کوئی یہ دعا نہیں کراتا کہ دعا یہ کریں کہ میں اللہ کی رضا پر راضی رہوں۔۔۔میں حبیب کریم کی رضا پر راضی ہوں۔۔۔تو اصل دعا یہ ہے، اصل ایمان یہ ہے کہ مسلمان حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا پر راضی رہے۔۔۔تو جو تعظیم نہ کرے اور پھر کہتا پھرے کہ میں محبت کرتا ہوں، وہ دعوے میں سچا نہیں۔۔۔جو جان نثاری اور فدا کاری کا حق ادا نہیں کرتا اور پھر بھی یہ کہتا ہے کہ محبت کرتا ہوں وہ بھی دعویٰ میں سچا نہیں ہے۔۔۔جو اطاعت نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ میں محبت کرتا ہوں وہ بھی اپنے دعوی میں سچا نہیں، تو محبت کا دعویٰ تب ہی سچا ہوگا۔۔۔عشق کا دعوٰی جب ہی سچا ہوگا جب ہم حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کریں۔۔۔حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم پر جان و مال فدا کریں اور حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ارشاد فرمایا اُس کی تعمیل کریں۔۔۔

فقیر سے پہلے جو تقاریر ہوئیں یہ اُن پر مختصر تبصرہ تھا، وقت کم ہے اس لیے فقیر نے جو آیت کریمہ تلاوت کی مختصراً عرض کروں گا، اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا:۔

Marfat.com

وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۔۔۔۔اور یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو۔۔۔۔وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ ۔۔۔۔اور، اور راہیں نہ چلو۔۔۔۔فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۔۔۔۔کہ تمہیں اس کے راہ سے جدا کر دیں گی۔

اگر اور راہوں پر چلو گے تو تمہیں جدا کر دیں گی، ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر ایک خط مستقیم کھینچا۔۔۔۔فرمایا یہ صراط مستقیم ہے، پھر دائیں، بائیں بہت سے خط کھینچے، فرمایا! یہ وہ راستے ہیں جو شیطان نے بنا لیے ہیں۔۔۔۔تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:۔

''سیدھے راستہ پر چلو''۔۔۔۔اس میں ایک بات توجہ کے قابل ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کرم پر کرم فرمایا، پہلے فرمایا:۔

''لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ''(۴/التین/۹۵)

(بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا)

ساری مخلوق پیدا کی کسی کے لیے نہیں فرمایا۔۔۔۔مخلوقات میں انسان کے لیے فرمایا کہ ہم نے بہترین ساخت میں پیدا فرمایا اور ایک ایک چیز کی طرف متوجہ کیا!۔

''اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۙ وَلِسَانًا وَّ شَفَتَيْنِ'' (۸۔۹/البلد/۹۰)

کیا ہم نے اُنھیں آنکھیں نہیں دی۔۔۔۔اُس کو زبان نہیں دی۔۔۔۔اُس کو ہونٹ نہیں دیئے۔۔۔۔کیسا حسین وجمیل انسان بنایا اور وہی انسان جب اس ویرانے میں آیا، اس کائنات کے اندر۔۔۔۔نہیں معلوم کدھر جانا ہے۔۔۔۔جنگل میں آپ

Marfat.com

جائیں۔۔۔صحرا میں آپ جائیں، راستہ نہ ہو تو آپ حیران ہونگے کہ میں کہاں جاؤں، کدھر جاؤں؟۔۔۔یہ اللہ نے کرم فرمایا کہ ہم کو سیدھی راہ دکھادی بلکہ سیدھی راہ پر چلا دیا۔۔۔اب تو ہمیں سیدھی راہ معلوم ہے۔۔۔لیکن غور کریں کہ ایسا عالم ہے کہ ایسی دنیا ہے، جہاں کوئی راستہ نہیں ہے، ادھر دیکھتے ہیں راستہ نہیں۔۔۔اُدھر دیکھتے ہیں راستہ نہیں۔۔۔انسان حیران ہے کہ میں کہاں جاؤں؟۔۔۔دنیا میں آتو گیا ہوں مگر میں جاؤں کدھر؟۔۔۔اللہ نے فرمایا!" یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس راستہ پر چلو"۔۔۔یہ سیدھا راستہ ہے اور وہ سیدھا راستہ دکھانے کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا:۔

" وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ " (۷۳/مومنون/۲۳)

(اور بے شک تم انھیں سیدھی راہ کی طرف بلاتے ہو)

اے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس صراط مستقیم پر چلاتے ہیں۔۔۔آپ اسی طرف متوجہ فرماتے ہیں۔۔۔آپ کے بغیر سیدھی راہ کا ملنا ممکن نہ تھا، اقبال نے سچ کہا ؎

عقل بے مایہ امامت کی سزاوار نہیں
راہبر ہو ظن و تخمین تو زبوں کارِ حیات
فکر بے نور ترا، جذبِ عمل بے بنیاد
سخت مشکل ہے کہ روشن ہو شبِ تارِ حیات
خوب وناخوب عمل کی ہو گرہ وا کیونکر
گر حیات آپ نہ ہو شارحِ اسرارِ حیات

Marfat.com

عجیب بات یہ کہی کہ اس کائنات کے اندر گتھیاں ہیں سلجھانے کے لیے۔۔۔۔ وہ سُلجھ نہیں پاتیں، حکماء سلجھا رہے ہیں سُلجھ نہیں رہیں۔۔۔۔سیاست دان سلجھا رہے ہیں سلجھ نہیں رہیں اور سب ہی سلجھا رہے ہیں سلجھ نہیں رہیں۔۔۔۔کس طرح سلجھے زندگی کی گتھیاں؟۔۔۔۔

"گر حیات آپ نہ ہو شارح اسرار حیات"

بے شک جب تک وحی ہماری رہنمائی نہ کرے۔۔۔۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری رہنمائی نہیں کریں تو ہم چل ہی نہیں سکتے اور اُن کی رہنمائی میں ہم چلیں گے تو یقیناً منزل تک پہنچیں گے، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ منزل تک نہ پہنچیں۔۔۔۔ راہیں تو سب سجھا رہے ہیں مگر وہ۔۔۔۔ فتفرق بکم عن سبیلہ "سیدھی راہ سے بے راہ کر دیں گی"۔۔۔۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدھی راہ دکھا کر انسان کو تلاش اور تجربے کی محنت سے محفوظ فرمایا، یہ بڑا احسان ہے۔۔۔۔کیا سوچیں کیا نہ سوچیں؟۔۔۔۔کیا کہیں کیا نہ کہیں؟۔۔۔۔کیا کھائیں کیا نہ کھائیں؟۔۔۔۔کیا پئیں کیا نہ پئیں؟۔۔۔۔سب کچھ بتا دیا اگر نہ بتایا جاتا کہ سیدھا راستہ کہاں ہیں تو کیا ہوتا؟۔۔۔۔جیسے معاش کے لیے ہم کو نہیں بتایا، عقل معاش دے دی۔۔۔۔ یہ نہیں بتایا کہ کہاں جانا ہے، بس اتنا بتا دیا:۔

"وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی" (۳۹/النجم/۵۳)

(اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش)

کوشش کرو اور معاش حاصل کرو۔۔۔۔لیکن صراط مستقیم کے لیے یہ نہیں کہا کہ کوشش کرو، صراط مستقیم حاصل کرو۔۔۔۔پہلے سے ہی سیدھی راہ بتا دی، یہ اُس کا کرم ہے، پہلے سے اُس نے بتا دی اور تجربے اور تلاش کی محنت سے بھی ہمیں محفوظ فرمایا اور

Marfat.com

وہ باتیں ہمیں بتا دیں کہ انسان اگر محنت کرے تو صدیوں میں معلوم ہوں۔۔۔۔وہ باتیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ (۱۴) سو سال سے پہلے بتائیں ہیں اب سائنس دان بھی تحقیق کر رہے ہیں، فلسفی بھی تحقیق کر رہے ہیں، سب تحقیق کر رہے ہیں، چودہ سو سال کا سفر طے کرنے کے بعد پھر وہ معلوم ہو رہی ہیں، جو انسان یہ کہتا ہے کہ ساری باتیں میں عقل سے سمجھنا چاہتا ہوں۔۔۔۔بے شک عقل میں یہ باتیں سمجھ میں آ جائیں گی ہے، لیکن چودہ سو برس کے بعد سمجھ میں آئیں گی، عمل کرنے کے لیے زندگی کہاں سے لائیں؟۔۔۔۔چودہ سو برس چاہئیں۔۔۔۔یہ اللہ کی عنایت نہیں ہے اور اللہ کے حبیب کا کرم نہیں ہے تو اور کیا ہے۔۔۔

ایک واقعہ عرض کروں، وقت کافی ہو چکا ہے۔۔۔۔لیکن پہلے یہ بات بتا دوں کہ بعد میں واقعہ عرض کروں گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سیدھا راستہ دکھایا۔۔۔۔سیدھا راستہ ہمیں جسموں کے لیے بھی سیدھا راستہ چاہیے۔۔۔۔دماغ کے لیے بھی سیدھا راستہ چاہیے۔۔۔۔روح کے لیے بھی سیدھا راستہ چاہیے۔۔۔۔دل کے لیے بھی سیدھا راستہ چاہیے۔۔۔۔اللہ تعالیٰ نے سب کے لیے ہادی مقرر کر دیئے۔۔۔۔جسم کے لیے والدین ہیں۔۔۔۔دماغ کے لیے اُستاد ہیں۔۔۔۔دل اور روح کے لئے مرشدین ہیں و کاملین ہیں، وہی انسان کو راہ پر لگاتے ہیں، یہ اللہ کا کرم ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے لیے آسانیاں پیدا فرما دیں۔۔۔۔یہ آسانیاں ہمارے جسم کی تربیت کے لیے بھی ہیں۔۔۔۔دماغ کی ترتیب کے لیے بھی ہیں۔۔۔۔دل کی تربیت کے لیے بھی ہیں اور روح کی تربیت کے لیے بھی ہیں۔۔۔۔تو تجربے کے حوالے سے میں عرض کر رہا تھا جو بات سرکار ﷺ نے چودہ سو برس پہلے فرمائی، اب وہ ایک ڈاکٹر نے بیس برس تحقیق کی کہ یورپ میں کینسر کے اسباب میں بڑا سبب خنزیر کا گوشت اور خنزیر کی چربی بڑا سبب ہے تو اُس وقت سے ڈاکٹر نے یہ چیزیں کھانا

Marfat.com

چھوڑ دیں۔۔۔۔بیس برس بعد ایک بات معلوم ہوئی خنزیر کے بارے میں تو ساٹھ برس میں تین باتیں معلوم ہوں گی تو عمل کب کرے گا انسان؟۔۔۔۔یہ اللہ کا کرم ہے اور اللہ کا احسان ہے۔۔۔۔اپنے وجود کو دیکھیں تو شکرادا کریں، دائیں دیکھیں تو شکر ادا کریں۔۔۔۔ بائیں دیکھیں تو شکر ادا کریں۔۔۔۔ آگے دیکھیں تو شکر ادا کریں۔۔۔۔ پیچھے دیکھیں تو شکرادا کریں۔۔۔۔اُوپر دیکھیں، نیچے دیکھیں، کہیں دیکھیں اور شکرادا کریں۔۔۔

تو محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ جیسا کہ مولانا سیف الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ اُس کے رنگ میں۔۔۔۔ یعنی محبوب کے رنگ میں رنگ جاؤ، میں اکثر عرض کرتا ہوں کہ انسان جاگا ہوا ہے پھر بھی سوتا ہے۔۔۔۔دل کو جگائیں، جب دل جاگ جائے گا تو سُنت پر عمل کرنا بالکل آسان ہو جائے گا۔۔۔۔ یہ آنکھیں جب تک کھلی ہوئی ہیں سنت پر عمل کرنا آسان نہیں ہے۔۔۔۔ دل جو سویا ہوا ہے اُسے جگائیں۔۔۔۔ محبت کے تقاضے کیا ہیں۔۔۔۔عشق کے تقاضے کیا ہیں۔۔۔۔کیا عشق کا تقاضہ یہ ہے کہ حضور سے ہم محبت کریں اور حضور کے دشمنوں کی پیروی کریں؟۔۔۔۔کیا محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم حضور سے محبت کریں اور اُسی کے ساتھ ساتھ حضور کے دشمنوں کو بھی چاہیں۔۔۔اُن کو دل میں جگہ دیں، ایک دل میں دو محبوب نہیں سما سکتے۔۔۔۔ایک دل میں ایک محبوب سما سکتا ہے، تو اُسی کو محبوب رکھیں، اُسی سے دل آباد رکھیں۔۔۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ہمارے دلوں کو منور فرمائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس مجلس پاک کی برکت سے ہمارے محمد علی سومرو صاحب کو جنہوں نے بڑے اخلاص سے بڑی محبت سے یہ محفل سجائی اور اس کی کامیابی کی بڑی وجہ اُن کا اخلاص ہے۔۔۔۔علماء کا آنا وہ بھی اُن کے اخلاص کی وجہ سے ہے اور اصل چیز اخلاص ہے۔۔۔۔اخلاص روح ہے، عمل کی روح اخلاص ہے

Marfat.com

اور اکابر کی زندگی کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ کیسے قدر دان تھے اخلاص کے، اعلیٰ حضرت کا ایک واقعہ پیش کر کے اپنی تقریر ختم کروں گا۔۔

اُن کے شاگرد سیف الاسلام مولانا منور حسین علیہ الرحمہ نے بتایا، انھوں نے کہا کہ جس زمانے میں ہم منظر اسلام میں پڑھتے تھے بریلی میں تو اعلیٰ حضرت امیروں کی دعوت میں نہیں جاتے تھے، اپنی مصروفیات کی وجہ سے۔ اپنی مزاج کی وجہ سے، ایک مسکین بیوہ نے دعوت دی، اُس کی دعوت قبول کر لی، جب رات کو اس کے صاحب زادے لینے کے لیے آئے لالٹین اُن کے ہاتھ میں تھی، اعلیٰ حضرت اپنے دولت کدے سے نکلے۔۔۔ جب نکلے تو طلبہ نے کہا کہ رات کے وقت حضرت کہاں جارہے ہیں، یہ تو کہیں نہیں جاتے، ایک طالب علم پیچھے پیچھے گیا کہ دور دور سے دیکھے کہ جا کہاں رہے ہیں وہ پیچھے پیچھے دیکھتا رہا کہ کہاں جا رہے ہیں، ایک جھونپڑی آ گئی، وہاں سے ایک عورت کی آواز آئی، بیوہ بڑھیا کی۔۔۔ تیرا انتظار کر رہی تھی دیر میں آیا، بیٹھ جا، اعلیٰ حضرت بیٹھ گئے آپ کو ورم جگر کی شکایت تھی اور اُس غریب کے پاس کیا تھا، بتھوے کا ساگ اور باجرے کی روٹی جو اس مرض میں سخت نقصان دہ ہے، اُس نے بتھوے کا ساگ، باجرے کی روٹی رکھ دی، اعلیٰ حضرت نے بڑے رغبت سے نوش فرمائی اور وہ طالب علم کہیں سے دیکھ رہا تھا اور حیران تھا کہ یہ کیا تماشہ ہے، بڑھیا سے بڑھیا کھانا نوش نہیں فرماتے، آج یہ کیا نوش فرما رہے ہیں؟۔۔۔

گھر آ گئے، صبح جب درس میں آئے۔۔۔ اُس زمانے میں خود درس دیا کرتے تھے دارالعلوم منظر اسلام میں تو طلبہ نے پوچھا، حضرت رات کو کہاں تشریف لے گئے تھے آپ، پہلے تو بتایا نہیں کہ کہیں نہیں۔۔۔ کہیں نہیں، پڑھو، پڑھو۔۔۔ انھوں نے کہا کہ حضرت ہم نے آپ کو دیکھ لیا، آپ گئے تھے۔۔۔ آپ تو بڑے نوابوں اور بڑے بڑے امیروں کی دعوت میں نہیں جاتے اس کی دعوت میں کیسے چلے گئے، کیا فرمایا!

Marfat.com

فرمایا! ''ایسی دعوتیں ہوں تو فقیر روز روز جائے''۔۔۔اللہ اکبر!

ایسی دعوتیں ہوں تو فقیر روز روز جائے، یہ ہے اخلاص کی قیمت، یہ ہے اخلاص کی قدر۔۔۔آج کل تو اخلاص کی قدر نہیں کرتے، جو چیز دی جاتی ہے اُس کو دیکھتے ہیں کہ کتنے کی ہے۔۔۔کوئی تحفہ پیش کیا گیا کہ کتنے کا ہے۔۔۔کوئی لفافہ پیش کیا گیا۔۔۔کیا ہے اس میں، بس یہی دیکھتے ہیں، کس دل سے پیش کیا۔۔۔اس کو نہیں دیکھتے اور اللہ اور اللہ کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم دل کو دیکھتا ہے۔۔۔تو فرمایا! کہ ہم تمھاری قربانی کو نہیں دیکھتے، یہ موٹی قربانی ہے، یہ موٹی گائے ہے، ایک لاکھ کی ہے، پچاس ہزار کی ہے!

''وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ'' (۳۷/ج/۲۲)

(ہاں تمہاری پرہیز گاری اس تک باریاب ہوتی ہے)

ہم تو دل دیکھتے ہیں تمہارا کہ کس دل سے ہمارے سامنے یہ قربانی پیش کر رہے ہو، تو اللہ تبارک وتعالیٰ برادرم محمد علی سومرو صاحب کے اس اخلاص کو اپنے دربار میں قبول فرمائے اور مزید عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔۔۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم کو اپنے اور اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا پہ راضی رکھے اور اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ہمارے دلوں کو منور فرمائے، آمین

وما علینا اِلا البلاغ المبین

Marfat.com

(۵)

الحمد للّٰہ السمیع المجیب والصلوۃ علیٰ حبیبه
الشفیع النجیب وعلیٰ اٰلہ واصحابه مع الحبیب اللبیب

امابعد

فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

وَاذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ (۷/مائدہ/۵)

صدق اللّٰہ مولٰینا العظیم

فقیر سے پہلے اخی الکریم مولانا جاوید اقبال مظہری ذی مدظلہ نے خطاب فرمایا اور اُس خطاب میں آیت کریمہ کو عنوان خطاب بنایا:۔

"وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ" (۴/الحدید/۵۷)

(اور وہ تمھارے ساتھ ہے تم کہیں ہو)

تم جہاں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔۔۔ یہ کیسا خیال ہے۔۔۔ یہ کیسا تصور ہے کہ جو حقیقت ہے مجاز نہیں ہے، اگر انسان کے دل میں یہ بات اُتر جائے کہ جہاں وہ ہے اللہ اُس کے ساتھ ہے، وہ ہر گناہ سے بچ سکتا ہے اس احساس کی وجہ سے۔۔۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حاضر و ناظر ہے وہ دیکھ رہا ہے، کوئی خلوت ایسی نہیں ہے جہاں نہ ہو۔ ۔۔۔کوئی جلوت ایسی نہیں ہے وہ جہاں نہ ہو۔۔۔ کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے کہ جہاں وہ نہ ہو۔۔۔ یہ تصور گناہ سے بچانے والا ہے اور یہ تصور اضطراب کے اندر بے چینی کے اندر

Marfat.com

سکون پہچانے والا ہے۔۔۔۔انسان کے دل کے اندر جب یہ بات اُتر جائے کہ اللہ اُس کے ساتھ ہے تو کسی پریشانی سے پریشان نہیں ہوسکتا، وہ کسی اضطراب سے مضطرب نہیں ہوسکتا، وہ کسی تکلیف سے بے چین نہیں ہوسکتا۔۔۔

اس سلسلے میں آپ نے دو تین واقعات کی طرف اشارہ فرمایا، ایک حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ''قلب مطمئنہ''۔۔۔۔غارِ ثور میں تشریف فرما ہیں۔۔۔۔دشمن سامنے ہے کہ پیر نظر آرہے ہیں، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر میں یہ فرمایا۔۔۔۔اپنے لئے نہیں، اپنی تو جان دے چکے تھے، جب حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اختیار کی تو اپنی جان کا نذرانہ پیش کر چکے تھے، یہ جو آپ کو اضطراب ہوا وہ صرف حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے، فرمایا!

''یارسول اللہ! یہ تو اتنے قریب آگئے اگر وہ نیچے دیکھ لیں تو ہمیں پالیں گے''۔۔۔۔

پھر جو کچھ آپ نے فرمایا وہ قرآن کریم میں فرمایا گیا!

''لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا'' (۴۰/توبہ/۹)

(غم نہ کھاؤ بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے)

ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔۔۔۔وہی جو اللہ نے فرمایا ہے۔:

''وھو معکم این ما کنتم'' (۴/الحدید/۵۷)

(اور وہ تمھارے ساتھ ہے تم کہیں ہو)

اِس کا درس حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا غار ثور میں اُس وقت جب کہ چاروں طرف دشمن [illegible] تلاش میں سرگرداں تھیعین اضطراب میں ایسے [illegible] نیت [illegible] ب سے فرمایا!۔۔۔

Marfat.com

کہ "خوف نہ کرو، ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے"

دشمن چلے گئے تو غار ثور سے باہر تشریف لائے، ایک جگہ آرام فرمایا ابھی آرام فرما رہے تھے کہ سراقہ بن جعشم آپ کو شہید کرنے کے ارادے سے سامنے آیا، یہاں غارِ ثور میں تو پیر نظر آ رہے تھے دشمن کے۔۔۔ لیکن یہاں تو دشمن سامنے تلوار لیے کھڑا تھا، اس کے باوجود آپ مطمئن تھے۔۔۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت اور اللہ کے غضب سے سراقہ زمین میں دھنس گیا، اُس نے توبہ کی۔۔۔ پھر زمین سے نکلا۔۔۔ پھر حملہ کیا۔۔۔ پھر زمین میں دھنس گیا۔۔۔ پھر توبہ کی۔۔۔ پھر حملہ کیا۔۔۔ پھر زمین میں دھنس گیا۔۔۔ پھر زمین سے نکلا۔۔۔ پھر توبہ کی۔۔۔ تین دفعہ توبہ کی ہر بار اُسے معاف فرمایا اور پھر آخر میں آپ نے نہ صرف معاف کیا بلکہ معافی نامہ لکھوا کر بھی دے دیا، کسی حدیث شریف میں نہیں آتا کہ آپ مرعوب ہوئے اُس حملے سے۔۔۔ بالکل طمانیت۔۔۔ بالکل سکون سے رہے اور سکون کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ جس قاتل نے حملہ کیا اُس نے یہ کہا کہ آپ نے معاف تو کر دیا ہے مجھے لکھ کر بھی دے دیں کہ ہم نے ہمیشہ کے لیے معاف کر دیا۔۔۔

کتنی طمانیت کا ماحول تھا، حالانکہ ایک انسان تلوار لے کر حملہ کر دے تو غل وشور مچ جائے، پورا علاقہ مضطرب ہو جائے لیکن یہاں کوئی اضطراب نہیں، ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ یہاں کوئی بات ہوئی ہی نہیں۔۔۔ قاتل کو لکھ کر دے دیا گیا کہ "ہمیشہ کے لیے ہم نے تم کو معاف کر دیا"۔۔۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی شان بھی یہی ہے، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ جن کے بارے میں مولانا جاوید اقبال نے بتایا کہ آپ کو قید کیا گیا سجدۂ تعظیمی نہ کرنے پر۔۔۔ جہانگیر کے دربار میں سجدۂ تعظیمی کا رواج تھا، آپ کو جہانگیر بادشاہ نے جب بلایا تو آپ نے دربار میں رواج کے مطابق اس کو سجدہ نہیں کیا۔۔۔ آپ نے فرمایا۔۔۔ "سجدہ تو اللہ کے

Marfat.com

لیے ہے انسان کے لیے نہیں ہے"۔۔۔۔سجدہ نہ کرنے پر آپ کو قید کی سزا دی، جس کے لیے اقبال نے کہا ہے۔

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمیٔ احرار

یہ شان ہے آپ کی کہ جہانگیر سامنے ہے، اُس کا دربار سجا ہوا ہے۔۔۔۔وزیرو وزراء باادب بیٹھے ہوئے ہیں اور سب ہی ہیبت کے مارے کانپ رہے ہیں۔۔۔۔ یہ کیا ہم دیکھ رہے ہیں، ایک آنے والا کس شان سے آیا ہے کہ وہ سلام کرتا ہے اور سجدہ نہیں کرتا، صاف انکار کیا۔۔۔۔ جہانگیر بھی حیران ہے اور وہ منہ تک رہا ہے کہ کس شان کا یہ انسان ہے کہ میرے آگے سجدہ نہیں کر رہا۔۔۔۔حکم ہوا کہ قید کر دیا جائے، اُس قید کو آپ نے قبول کیا مگر سجدہ نہ کیا اور قید کرنے کے بعد پھر جو آپ کی خانقاہ تھی۔۔۔۔آپ کا مکان تھا۔۔۔۔ زمینیں تھیں۔۔۔۔ کتب خانہ تھا۔۔۔۔سب ضبط کر لیے، آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ جو جہانگیر کے صاحبزادے شاہ جہاں بادشاہ کے بیٹے اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے مرشد ہوئے۔۔۔۔انھوں نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے نام ایک خط قلعہ گوالیار تحریر فرمایا کہ جہانگیر نے آپ کے جانے کے بعد مکان بھی لے لیا، زمینیں بھی لے لیں، کتب خانہ بھی لے لیا۔۔۔۔اس خط کے جواب میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے فرمایا جب کہ جاوید اقبال مظہری نے فرمایا کہ یہ چیزیں سب چھٹنے والی ہیں، الحمدللہ! یہ زندگی میں ہی چُھٹ گئیں، مرنے کے بعد بھی تو چھٹنے والی تھیں، تو ہمارے سامنے چھٹ گئیں اور فرمایا!

"فکر نہ کرو، اپنی توجہ اللہ کی طرف رکھو"

Marfat.com

اب کون انسان ایسا ہے کہ یہ سب چھٹنے اور گھر بار لٹنے کے بعد مطلق غم نہ کرے اور یہ کہے کہ توجہ اللہ کی طرف رکھو، بیشک حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غلام ہیں، جن کو کوئی مضطرب نہیں کرسکتا، جن کو کوئی بے قرار نہیں کرسکتا، جن کا کوئی سکون نہیں لوٹ سکتا، اسی لیے اللہ نے فرمایا:۔

"یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ○ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً" (۲۷، ۲۸/ فجر/ ۸۹)

(اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی)

اے وہ جان جو مطمئن ہے۔۔۔ کسی آفت سے وہ نہیں گھبراتی۔۔۔ کسی مصیبت سے وہ نہیں گھبراتی، اپنے رب کی طرف لوٹ آ۔۔۔ اس حال میں رب تجھ سے راضی اور تو رب سے راضی۔ سبحان اللہ!

مولانا جاوید اقبال مظہری نے تیسرا واقعہ میرے والد گرامی مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بتایا اور اس واقعہ کے وقت یہ فقیر بھی موجود تھا، یہ واقعہ آنکھوں دیکھا ہے۔۔۔ دہلی میں بڑی مسجد، جامع مسجد فتح پوری ہے، جس میں پچاس ہزار آدمی بیک وقت نماز پڑھ سکتے ہیں، شاہ جہاں کے زمانے کی بنائی ہوئی ہے، یہاں مفتی اعظم کے خاندان میں امامت و خطابت چلی آرہی ہے۔۔۔ اس وقت مفتی اعظم رحمتہ اللہ علیہ یہاں امام و خطیب تھے۔۔۔ ۱۹۴۷ء میں ہندو مسلم فسادات ہوئے، اُس زمانے میں یہ مسجد ہندوؤں کے نرغے میں تھی۔۔۔ تین اطراف بازار اور دکانیں۔۔۔ مسجد تین کے شاہی دروازے اور فسادات کی وجہ سے تینوں بند۔۔۔ جو لوگ مسجد میں رہے گئے تھے وہ سب موت کے انتظار میں کہ کس

Marfat.com

وقت موت آتی ہے لیکن مسجد کے گوشے کے ایک حجرے میں حضرت مفتی اعظم نہایت ہی مطمئن، جو حجرے کے اندر داخل ہوتا ہے ایسا پُرسکون کہ معلوم ہی نہیں ہوتا ہے کہ باہر قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے۔۔۔۔ بڑے اطمیان وسکون کے ساتھ حدیث شریف کا مطالعہ فرمارہے ہیں اور اُسی اطمینان کے ساتھ نماز پڑھا رہے ہیں۔

تیری مرضی جو دیکھ پائی ہے

خلش درد کی بن آئی ہے

چوں کہ مفتی اعظم ہندوستان کی ممتاز ہستیوں میں تھے، حکومت ہند کو فکر دامن گیر ہوئی۔۔۔۔اس نے فوجی ٹرک بھیجے کہ مسجد فتحپوری میں محبوس تمام لوگوں کو نکال کر محفوظ مقام پر پہنچا دیا جائے۔۔۔۔ٹرک مسجد کے صدر دروازے پر آکر کھڑے ہوگئے، حکومت کا پیغام دیا، جو لوگ موت کے انتظار میں تھے سب خوش ہوگئے، خوش خوش مفتی اعظم کے حضور حجرے شریف میں گئے اور درخواست کی کہ تشریف لے چلیں۔۔۔۔فرمایا!

"آپ لوگ جاسکتے ہیں کل قیامت کے دن مولیٰ تعالیٰ نے پوچھا کہ ہم نے اپنا گھر تمھارے سپرد کیا تھا تم کس کے سپرد کر کے چلے آئے تو فقیر کیا جواب دے گا"۔۔۔

حضرت مفتی اعظم کے ان عزیمت پسندانہ جملوں نے حاضرین میں ایمان کی وہ حرارت پیدا کی کہ سب نے بیک آواز کہا کہ ہم بھی یہاں جان دے دیں گے۔۔۔۔فوجی ٹرک واپس کردیئے، اللہ تعالیٰ نے مسجد شریف کی پوری پوری حفاظت فرمائی۔

"لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا" (۴۰/توبہ/۹)

کا نظارا اپنی آنکھوں سے کیا۔۔۔۔ وھو معکم این ما کنتم (۴/حدید/۵۷)

اس کریم کو اپنے قریب محسوس کیا جائے تو کوئی مصیبت مصیبت ہی نہیں رہتی،

Marfat.com

کوئی غم، غم ہی نہیں رہتا، مگر جو اتنا قریب ہے ہماری فکر نے اس کو دور سمجھا ہے، اُس سے ہم اتنے ہی دور ہیں، قرآن کریم میں ایک جگہ فرمایا:۔

"وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ" (۱۶/ق/۵۰)

(اور بے شک ہم نے آدمی کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اس کا نفس ڈالتا ہے اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں)

ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم اُس کے رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔۔۔اور جانتے ہیں کہ اُس کے دل میں کیا کیا خیالات آتے رہتے ہیں۔۔۔ ہم جانتے ہیں۔۔۔ہم اس کے رگِ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔۔۔اللہ تبارک وتعالیٰ رگِ جان سے قریب ہے اور اُس کے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جان سے قریب ہیں۔۔۔فرمایا!

"اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ" (۶/احزاب/۳۳)

(یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے)

اور مومنوں کے لیے اُن کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے۔۔۔تو اللہ رگِ جان سے قریب اور اُس کا حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم جان سے قریب۔۔۔جب انسان یہ محسوس کرتا ہے کہ اللہ اور اس کے حبیب کریم جان سے زیادہ قریب ہیں تو کبھی اضطراب و پریشانی قریب نہیں آسکتی۔۔۔بالعموم لوگ پریشان ہوتے ہیں کبھی ملازمت کی وجہ سے پریشان ہیں۔۔۔کبھی گھر کی طرف سے پریشان ہیں۔۔۔ کبھی کسی کی طرف سے پریشان ہیں، پریشانی تو ہر ایک کے ساتھ ہے۔۔۔لیکن

Marfat.com

انسان کے دل میں اگر یہ بات اُتر جائے کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے تو کبھی پریشان نہیں ہوسکتا، اُس نے وعدہ فرمایا۔۔۔۔ اگر مضطرب و پریشان، اضطراب و پریشانی میں ہمیں پکارے تو ہم اس کی پکار کو سُنتے ہیں اور اس کی پریشانی کو رفع کرتے ہیں:۔

"اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ" (۶۲/النمل/۲۷)

(وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے اور دور کردیتا ہے بُرائی)

وہ اللہ جو بے قرار کی دعاؤں کو سُنتا ہے۔۔۔۔ ویکشف السّوء۔۔۔۔ اور اُس کی تکلیف کو رفع فرماتا ہے۔۔۔۔ یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے مگر انسان معمولی معمولی چیزوں سے ڈر جاتا ہے۔۔۔۔ کبھی گوشت کے ٹکڑے سے، کبھی خون کے دھبے سے، کبھی کسی سے، کبھی کسی سے۔۔۔۔ جتنا انسان ان چیزوں سے ڈرتا ہے اللہ سے ڈرے تو سارے کام بن جائیں۔۔۔۔ کوئی جادو اثر ہی نہیں کرسکتا۔۔۔۔ اثر جب ہی ہوتا ہے جب توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ھٹتی ہے۔۔۔۔ ساری بات توجہ کی ہے۔۔۔۔ جب توجہ اللہ کی طرف سے ہٹے گی تو ساری پریشانیاں ہجوم کریں گی، جب توجہ اللہ کی طرف رہے گی تو پریشانی معلوم ہی نہیں ہوگی۔

آلام روزگار کو آسان بنادیا
جو غم ملا اُسے غمِ جاناں بنادیا

۔۔۔۔ دنیا کے الم کو۔۔۔۔ دنیا کی مصیبتوں کو۔۔۔۔ محبوب کی محبت و عشق میں ہم نے گم کردیا۔۔۔۔ ایسی محبت ہمارے وجود میں چھائی ہوئی ہے کہ ہمیں کوئی مصیبت، مصیبت نظر ہی نہیں آتی، جس کو اقبال نے کہا ہے۔

Marfat.com

حیات کیا ہے؟ خیال ونظر کی مجذوبی
خودی کی موت ہے اندیشہ ہائے گوناگوں

زندگی کیا ہے۔۔۔ زندگی نام ہے کہ خیال بھی دیوانہ ہو جائے اور نظر بھی دیوانی ہو جائے۔۔۔ خیال میں اللہ کے سوا کوئی نہ بسے۔۔۔ اللہ اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کے محبوب۔۔۔ اور نظر میں بھی کوئی نہ بسے اور خیال میں بھی کوئی نہ سمائے۔

خودی کی موت ہے اندیشہ ہائے گوناگوں

اور انسان کے ایمان کی یہ موت ہے کہ انسان کسی وسوسے میں مبتلا ہو جائے۔۔۔ کسی فکر میں مبتلا ہو کہ "اس نے مجھ پر جادو کیا ہے"۔۔۔ "یہ میرا دشمن ہے"۔۔۔ "وہ میرا حاسد ہے"۔۔۔ "یہ میرا بُرا چاہتا ہے"۔۔۔ "اس کے بُرا چاہنے سے میرا کام بگڑ رہا ہے"۔۔۔ یہ خیال دل سے نکال دینے چاہئیں اور اللہ کے خیال کو اور اس کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال کو دل میں جما لینا چاہیے کہ انسان کے اندر ایک توانائی محسوس ہوتی ہے۔۔۔ جتنا اللہ تبارک وتعالیٰ سے دور ہوتے جائیں گے۔۔۔ جتنا حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوتے جائیں گے، اُتنا ضعیف ہوتے جائیں گے۔۔۔ قوی سے قوی انسان اگر دور ہو جائے تو ضعیف سے ضعیف ہو جائے گا اور ضعیف سے ضعیف انسان بھی اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو تو قوی سے قوی ہو جائے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔۔۔

○

جو آیت کریمہ تلاوت کی اُس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:۔

Marfat.com

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (۷/مائدہ/۵)

(اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر)

یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے۔ ۔۔۔ہم اللہ کے احسان کو یاد نہیں کرتے۔۔۔۔ہم شکائیتیں کرتے ہیں بالعموم آپ لوگوں کو شکایت کرتے ہوئے دیکھیں گے۔۔۔۔ ہمارے وجود میں اللہ کا احسان ہے، بات تو وجود سے چلتی ہے۔۔۔۔ہم باہر تلاش کرتے ہیں، مکانات کو، زمین کو، کارخانے کو، دوکان کو، دفتروں کو، یہ تو بعد کی چیزیں ہیں پہلے تو انسان کا اپنا وجود ہے۔۔۔۔یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اللہ نے ہم کو انسانی وجود بخشا اور ایسا وجود جو ساری مخلوق میں سب سے زیادہ حسین ہے۔۔۔۔سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ مکمل ہے، جس کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:۔

"لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ" (۴/التین/۹۵)

(بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا)

ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا فرمایا۔۔۔ایسی ساخت میں ہماری مخلوق میں کوئی نہیں۔۔۔۔جیسے ہم نے انسان کو پیدا فرمایا اور سب سے بڑا احسان اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ کہ ہمیں انسانی وجود عطا فرمایا۔۔۔۔پھر اسی وجود کے اندر، ہم توجہ نہیں کرتے اللہ تبارک وتعالیٰ نے کیسی کیسی نعمتیں عطا فرمائیں۔۔۔۔پہلے انسان اپنے وجود کو دیکھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کیسا کرم فرمایا، خود اللہ تعالیٰ نے متوجہ فرمایا:۔

"اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ وَلِسَانًا وَّ شَفَتَيْنِ" (۸،۹/البلد/۹۰)

(کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہ بنائیں اور زبان اور دو ہونٹ)

Marfat.com

کیا ہم نے انسان کو آنکھیں نہیں دیں۔۔۔۔انسان کو زبان نہیں دی۔۔۔۔انسان کو ہونٹ نہیں دیئے۔۔۔۔اور ہونٹوں سے پیتا ہے۔۔۔۔زبان سے بولتا ہے، چکھتا ہے، مزے لیتا ہے۔۔۔۔آنکھوں سے دیکھتا ہے، لطف اُٹھاتا ہے۔۔۔۔پوری کائنات روشن ہے اُس کے وجود کے سامنے، آنکھیں نہ ہوں، آنکھیں پٹ ہوں تو کائنات بھی اندھیرا ہو اُس کے سامنے۔۔۔۔زبان نہ ہو اپنے دل کی بات کو ادا نہیں کر سکتا۔۔۔۔ہونٹ نہ ہو تو کچھ پی نہیں سکتا، کوئی چیز کھا نہیں سکتا، یہ چھوٹی چھوٹی نعمتیں ہیں لیکن کتنی عظیم نعمتیں ہیں، پھر فرمایا:۔

خَلَقَ الْاِ نْسَانَ لا عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (۳،۴/الرحمٰن/۵۵)

ہم نے انسان کو بنایا۔۔۔۔بولنے والا انسان بنایا۔۔۔۔بولتا ہے گونگا نہیں ہے۔۔۔۔پھر فرمایا:۔

"اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ لا عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ"
(۴،۵/العلق/۹۶)

(جس نے قلم سے لکھنا سکھایا، وہ آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا)

ہم نے انسان کو قلم سے لکھنا سکھایا وہ سکھایا جو نہ جانتا تھا۔۔۔۔یہ اللہ نے اپنے احسانات یاد دلائے، ابھی باہر کی بات نہیں ہو رہی، ابھی اندر کی بات ہو رہی ہے۔ اللہ کا شکر ادا کریں، اللہ نے کیسا کرم فرمایا کہ ہمیں انسانی وجود عطا فرمایا۔۔۔۔کیسا کرم فرمایا، ہمیں زبان دی۔۔۔۔ہمیں آنکھیں دیں۔۔۔۔ہمیں گویائی دی۔۔۔۔ہمیں قلم کے ذریعے سے لکھنا سکھایا اور پھر ہمیں مسلمان بنایا۔۔۔۔کتنی بڑی نعمت ہے، کتنا بڑا احسان ہے۔۔۔۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بنایا۔۔۔۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی بنایا، یہ کتنی بڑی نعمت ہے اس نعمت

Marfat.com

کو ہمیں یاد کرنا چاہیے، یاد کرنے سے محسن یاد رہتا ہے، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یاد نہیں کرنا چاہیے، یاد کی محفلیں نہیں سجانی چاہئیں، یہ عقل مندی کی بات نہیں ہے، عقل مندی کی بات یہ ہے کہ احسان یاد کرنے کی محفلیں سجائی جانی چاہیں اس لیے سجائی جائیں تا کہ احسان یاد رہے۔۔۔۔ ہم سندھ میں یوم اللطیف مناتے ہیں، شاہ عبداللطیف بھٹائی کا دن مناتے ہیں، چھٹی بھی ہوتی ہے، اس چھٹی سے کیا ہوتا ہے، منانے سے کیا ہوتا ہے، شاہ عبداللطیف یاد رہتے ہیں، سب کو یاد رہتا ہے کہ سندھ کے ایک عظیم بزرگ تھے، ایک عارفِ کامل تھے جن کو شاہ عبداللطیف کہا جاتا ہے ہر سال منایا جاتا ہے، یہ منانے سے محسن یاد رہتے ہیں جنہیں شاہ عبداللطیف کہتے ہیں۔۔۔

یوم آزادی منائی جاتی ہے، اس کے خلاف کوئی نہیں بولتا کہ یہ کیوں منائی جاتی ہے، آپ نے کبھی سُنا ہے کبھی نہیں سُنا۔۔۔ میلاد شریف کے بارے میں تو سُنا ہوگا لیکن عجائبات میں یہ ہے کہ یوم آزادی کے بارے میں کہتے نہیں سُنا ہوگا۔۔۔ یوم آزادی کیوں مناتے ہیں؟۔۔۔ اس لیے کہ ہمیں یوم آزادی یاد رہے تا کہ اس میں جنہوں نے جدو جہد کی اور قربانیاں دیں وہ بھی یاد رہیں۔۔۔ محسنین بھی یاد رہیں۔۔۔ شہداء بھی یاد رہیں۔۔۔ جنہوں نے مصیبتیں اُٹھائیں وہ بھی یاد رہیں۔۔۔ اسی لئے ہم یوم آزادی مناتے ہیں۔۔۔ ہم یومِ قائد بھی مناتے ہیں، وہ اسی لیے مناتے ہیں کہ قائد بھی ہمیں یاد رہیں، ہم بھولے نہیں ہیں، پوری قوم کو یاد ہے کہ قائداعظم نے پاکستان کے لیے کوشش کی اور رہنمائی کی، بچہ بچہ جانتا ہے، کیوں جانتا ہے اس لیے جانتا ہے کہ ہر سال یومِ آزادی منایا جاتا ہے، اُن کا نام لیا جاتا ہے، بار بار نام لیا جاتا ہے۔۔۔ اس لیے وہ یاد رہتے ہیں، یہی میں عرض کر رہا ہوں کہ یاد اس لیے کرتے ہیں تا کہ محسن ہمیں یاد رہے، اس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی یاد کا حکم دیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کا حکم دیا۔۔۔ جاہلیت میں یہ قاعدہ تھا کہ حج ادا کر کے فارغ ہوتے تھے تو حجاج اپنے آباواجداد کو

Marfat.com

یاد کرتے تھے۔۔۔۔تقریریں ہوتی تھیں، لمبی لمبی۔۔۔۔جس میں آباواجداد کے فضائل و کمالات بیان کرتے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا:۔

"فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ" (۲۰۰/البقرہ/۲)

(پھر جب اپنے حج کے کام پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے)

اسلام لانے کے بعد والی یہ بات ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے یاد دلایا کہ تم دور جاہلیت میں اپنے آباواجداد کو یاد کرتے تھے، اب جب تم حج سے فارغ ہو گئے تو اب اپنے آباواجداد کے بجائے اللہ کو یاد کرو۔۔۔۔اسطرح یاد کرو، جس طرح تم اپنے آباواجداد کو یاد کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ زور و شور سے یاد کرو۔۔۔۔اللہ کو کیوں یاد کرو تا کہ اللہ یاد رہے۔۔۔۔یاد نہیں کریں گے تو یاد نہیں رہے گا اسی لیے یاد دلایا جاتا ہے تا کہ وہ یاد رہے۔۔۔۔تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی یاد کا حکم دیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کا کتنا اہتمام کیا، بعض لوگ یاد کرنے کو منع کرتے ہیں کیسی بدنصیبی کی بات ہے اُن کے لیے جو وہ کہتے ہیں۔۔۔۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے کتنا اہتمام کیا حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کا، جو قرآن کریم میں بیان فرمایا، اللہ نے عالم و بالا میں ذکر کیا اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا۔۔۔۔انبیاء علیہم السلام کے سامنے ذکر کیا کہ وہ تشریف لانے والے ہیں جب تشریف لائیں تو تم سب ایمان لانا "لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ"۔۔۔۔۔یہ انبیاء الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا، قرآن کریم میں ہے۔۔۔۔اور ہر نبی نے اپنی امت میں یہ اعلان کیا کہ وہ نبی آنے والا ہے یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، جب وہ آجائیں تو تم سب ان پر ایمان لانا۔۔۔۔یہ ہر نبی نے فرمایا۔۔۔۔کم وبیش ایک

Marfat.com

لاکھ چوبیس ہزار انبیاء الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اپنی اُمت کو یہ پیغام دیا جو اللہ نے ان کو پیغام دیا۔۔۔۔ اللہ نے یہ پیغام دیا کہ جب وہ آجائیں تو ان پر ایمان لانا۔۔۔۔ ہر نبی نے اپنی اُمت کو یہ پیغام دیا کہ جب وہ نبی کریم ﷺ آئیں تو ان پر ایمان لانا، ہزاروں برس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل آپ کا چرچا ہوتا رہا۔۔۔۔ سب کو یاد ہو گئے، یہ یاد کا اہتمام آنے سے پہلے ہے، ہم تو آنے کے بعد میلاد شریف کی محفل کر رہے ہیں۔۔۔۔ اور آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے محفل سجائی اس کا بھی قرآن کریم میں ذکر ہے حضور ﷺ کی یاد کی محفل سجائی اور جس میں حضور ﷺ کے نام نامی کا اعلان کیا:۔

"وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ ؕ" (۶/الصف/۶۱)

(اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے اُن کا نام احمد ہے)

میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خوشخبری تم کو سُناتا ہوں وہ آنے والا آئے گا۔۔۔۔ یہ تقریباً پانچ سو برس پہلے کی بات ہے۔۔۔۔ جن کا اسم گرامی "احمد" ہوگا۔۔۔۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آخری مجلس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا۔۔۔۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد سے پہلے کتنا ذکر ہو گیا اندازہ لگائیں۔۔۔۔ عالم بالا میں ذکر ہوا۔۔۔۔ عالم اسفل میں ذکر ہوا، ابھی آپ تشریف نہیں لائے لیکن آپ کا ذکر ہو رہا ہے۔۔۔۔ عقل یہ کہتی ہے جن کا اتنا ذکر ہوا اس کائنات میں تو بچے بچے کو اسے جاننا چاہیے، اس کا ذکر بھی قرآن کریم میں ہے کہ سب اہل کتاب جانتے پہچانتے تھے، ارشاد ہوتا ہے:۔

Marfat.com

"اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰھُمُ الۡکِتٰبَ یَعۡرِفُوۡنَهٗ کَمَا یَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَ ھُمۡ" (۱۴۶/البقرہ ۲)

(جنھیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہنچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے)

جن پر ہم نے کتاب نازل کی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح جانتے و پہچانتے ہیں جس طرح انسان اپنے بچوں کو جانتا ہے۔۔۔ اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے۔۔۔ ابھی تشریف نہیں لائے ہیں کہ اتنی شہرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگئی کہ بچہ بچہ جانتا تھا۔۔۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، سارے نصاریٰ۔۔۔ سارے یہودی سب جانتے تھے کہ جس کی بشارت توریت میں ہے۔۔۔ جس کی بشارت انجیل میں ہے اور جس کی بشارت زبور میں ہے وہ آچکے ہیں۔۔۔ اللہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کا کتنا اہتمام فرمایا ہے، تشریف لانے کے بعد کتنا اہتمام کیا۔۔۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ کلمہ طیبہ میں آپ کا ذکر، اذانوں میں ذکر۔۔۔ نمازوں میں ذکر، قرآن کریم میں جابجا ذکر، اذان میں ایسا اہتمام کہ چوبیس گھنٹے یاد ہوتی رہے۔۔۔ اگر سارے عالم کو آپ دیکھیں اور اوقات کا جائزہ لیں، ہمارے ہاں اذان تو ابھی ہوئی ہے تھوڑی دیر پہلے، لیکن جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے دنیا میں بے درپے اور مسلسل اذانیں ہوتی جاتی ہیں۔۔۔ یہاں تو ابھی عشاء کا وقت ہے، لیکن دنیا کے ہر خطے میں لمحہ بہ لمحہ کسی نہ کسی نماز کا وقت ہوتا جاتا ہے۔۔۔ دنیا کے مختلف مقامات پر آپ دیکھیں گے تو اذان کا سلسلہ کبھی بند نہیں ہوتا، کیسا اہتمام کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کا اور اللہ نے ہم کو حکم فرمایا:۔

Marfat.com

"قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ط هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ" (۵۸/ یونس/۱۰)

(تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اس کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے)

آپ ان سے کہہ دیں کہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر، قرآن کے نزول پر خوشیاں منائیں۔۔۔۔خوشیاں منانے کا ذکر ہے۔۔۔۔کوئی کہتا ہے کہ خوشی نہ مناؤ، وہ نافرمانی کرتا ہے۔۔۔۔معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ کے مقابلے پر آتا ہے۔۔۔۔خوشیاں منانے کے انداز مختلف ہیں، کوئی کہے کہ آپ نے بلب کیوں لگائے اور یہ مائک کیوں لگایا ہے۔۔۔۔کون سی حدیث میں آیا ہے اور قرآن میں کہاں آیا ہے۔۔۔۔یہ تو حدیث اور قرآن میں نہیں آیا لیکن یہ تو آیا ہے کہ خوشیاں مناؤ، ہماری خوشی منانے کا یہ طریقہ ہے، ہم اسی طرح خوشی مناتے ہیں، اس کا حکم قرآن کریم میں موجود ہے۔۔۔۔کھانے کا حکم قرآن کریم میں ہے، کٹلری کا حکم تو نہیں ہے، اگر کوئی یہ کہے کہ چینی اور پلاسٹک کراکری آپ نے کیوں استعمال کی ہے، کونسی حدیث میں آیا ہے، قرآن میں کہاں آیا ہے؟۔۔۔۔تو آپ کہیں کہ کھانے کا حکم تو قرآن کریم میں ہے مگر کٹلری کا حکم نہیں ہے اس لیے ہم کھا رہے ہیں، اصل حکم ہے۔۔۔۔اسی طرح حکم ہے خوشیاں منانے کا، وہ جس انداز سے بھی منائی جائے، ہاں کوئی بات خلاف شرع نہ ہونی چاہیے۔۔۔۔

۱ جیسا کہ عرض کیا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے حضور کا ذکر ہوتا رہا تو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی سُنت ہے اور انبیاء الصلوۃ والسلام کی سُنت ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد صحابہ کی سُنت ہے اور یہ ہمارے اکابر کی سُنت ہے، صلحاء کی سُنت ہے۔۔۔۔

Marfat.com

بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ عام نعمت کا ذکر کرنے کے لیے تو قرآن کریم میں حکم ہے لیکن شخصیات کا ذکر کرنے کے لیے قرآن میں حکم نہیں ہے، یہ کہیں نہیں فرمایا کہ شخصیات کا ذکر کرو مگر یہ صحیح نہیں، قرآن کریم میں نام لے لے کر فرمایا کہ اس کا ذکر کرو، اس کا ذکر کرو، فرمایا:۔

"وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ" (۴۱/ص/۳۸)

(اور یاد کرو ہمارے بندے ایوب کو)

حضرت ایوب علیہ السلام کا نام لیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے، فرمایا!۔۔۔ کہ یاد کرو، کس کو یاد کرو؟۔۔۔ ہمارے محبوب بندے ایوب کو۔۔۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو یاد کرو اور حضرت احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، محبوب خدا کو یاد نہ کرو، کیسی عجیب وغریب بات ہے، عقل میں آنے والی بات نہیں ہے، اللہ نے فرمایا:۔

"وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ" (۴۱/ص/۳۸)

ہمارے محبوب بندے۔۔۔ ہمارے ایوب کو یاد کرو۔۔۔ اُن کو بھی یاد کیا کرو، ان کے مصائب و آلام کو بھی۔۔۔ پھر ان پر اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کو بھی یاد کرو، جو لیا تھا اس سے دگنا عطا فرمایا۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے مصائب و آلام میں "قلب مطمئنہ" عطا فرمایا جس کی طرف مولانا جاوید اقبال مظہری نے ارشارہ فرمایا، حضرت ایوب علیہ السلام کے دل میں یہ احساس تھا:۔

"وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ" (۴/الحدید/۵۷)

تم جہاں ہو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔۔۔ اُن کی اولاد بھی لے لی گئی۔۔۔ اُن کی زمینیں بھی لے لی گئیں۔۔۔ اُن کا مال بھی لے لیا گیا۔۔۔ اُن کی صحت بھی

Marfat.com

لے لی گئی۔۔۔اُن کی جوانی بھی لے لی گئی، کچھ پاس نہیں ہے، بیمار ہیں، ایک اُن کی رفیقۂ حیات ہیں وہ اُن کے ساتھ ہیں اور باقی کوئی نہیں ہے، فرمایا۔۔۔یا اللہ! "مجھے تکلیف پہنچی ہے"۔۔۔بس یہ فرمانا تھا کہ اللہ نے فرمایا! "زمین میں پیر مارو"۔۔۔زمیں پر آپ نے پیر مارا اور چشمہ اُبل گیا۔۔۔فرمایا نہالو اس سے اور پی لو اسے۔۔۔قرآن کریم میں ہے کہ جب آپ نے پانی سے نہالیا اور پانی پی لیا، توانا و درست ہو گئے۔۔۔اللہ نے فرمایا کہ ہم نے صبر کا پھل یہ دیا کہ ہم نے جو لیا تھا ایوب علیہ السلام کو دگنا عطا فرمایا۔۔ اسی لیے فرمایا:۔

"وَاذْکُرْ عَبْدَنَا اَیُّوْبَ"

ہمارے محبوب بندے نے صبر کیا، ان کو یاد کرو۔۔۔اُن کے صبر کو یاد کیا کرو۔۔۔اُن مصائب کو بھی یاد کرو، کس طرح وہ اللہ کے قریب رہے، کس طرح انھوں نے اپنے تعلق کو قائم رکھا۔۔۔، ایک جگہ فرمایا:۔

"وَاذْکُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ" (۴۵/ص/۳۸)

(اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراھیم اور اسحٰق اور یعقوب)

ہمارے بندوں ابراہیم کو یاد کرو۔۔۔اسحاق کو یاد کرو۔۔۔یعقوب کو یاد کرو، (علیہم السلام)۔۔۔کیوں یاد کرو کہ اُن کی زندگی سے جو واقعات وابستہ ہیں اِن کو یاد کرنے سے انسان کو تقویت ملتی ہے، اسی لیے فرمایا:۔

اے محبوب کریم ہم تم کو اس لیے قصے سناتے ہیں انبیاء الصلوٰۃ والسلام کے وہ تا کہ۔۔۔

Marfat.com

"مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَکَ" (۱۲۰/ھود/۱۱)

(تمھارے دل کو مضبوط کریں)

یہ محفلیں اسی لیے ہوتی ہیں اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی لیے اذکار ہوتے ہیں کہ ہمارے دل مضبوط ہوں، کوئی انسان ان محفلوں سے مایوس ہو کر نہیں جاتا، بلکہ تازہ دم ہو کر جاتا ہے، نئی زندگی لے کر جاتا ہے، اس لیے اقبال نے کہا تھا کہ "یہ محفلیں کھیل تماشہ نہیں ہیں! یہ مسلمانوں کی زندگی بناتی ہیں"۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ قرآن کریم میں ہے، یہاں فرمایا، ان کی قربانیاں یاد کرو۔۔۔۔ اُن کے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کو یاد کرو۔۔۔۔ اور جو وہ آگ میں ڈالنے والی بات ہے اس کو یاد کرو۔۔۔۔ دہکتے انگاروں کے سامنے طمانیت وسکون کا وہ عالم، اللہ اکبر! ۔۔۔۔ "وھو معکم این ما کنتم" ۔۔۔۔ کی پوری تفسیر ہے کہ جب اُن کو آگ میں ڈالا جانے لگا، حدیث میں آتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا! پوچھا کہ کوئی آرزو ہے، کوئی تمنا ہے۔۔۔۔ فرمایا! ۔۔۔۔ "کوئی تمنا نہیں ہے، کوئی آرزو نہیں ہے" ۔۔۔۔ عرض کیا! جس سے آرزو ہے اُس سے عرض کریں۔۔۔۔

فرمایا! ۔۔۔۔ "اُس سے کیا عرض کروں وہ تو دیکھتا اور جانتا ہے" ۔۔۔۔ یہ ہے وھو معکم این ما کنتم کی شان، پھر فرمایا:۔

"حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" (۱۷۳/آل عمران/۳)

یہ ایک عظیم وظیفہ ہے، اتنا بڑا وظیفہ ہے جس نے آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔۔۔۔ آپ نے فرمایا! ۔۔۔۔ "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" پھر فوراً اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا:۔

Marfat.com

"قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ" (۶۹/الانبیاء/۲۱)

(ہم نے فرمایا اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر)

اے آگ ابراہیم پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا۔۔۔۔"سلامتی"۔۔۔۔کا لفظ استعمال کیا اور آپ کو اُس وقت اس کے حقیقی معنی معلوم ہوں گے جب کسی ٹھنڈے ملک میں جائیں گے، فقیر کوئٹہ میں رہا ہے، وہاں معلوم ہوا کہ ٹھنڈ بھی عذاب ہے۔۔۔۔ آگ تو عذاب ہے، ٹھنڈ بھی عذاب ہے یہ وہاں جا کر معلوم ہوا۔۔۔۔ اللہ نے فرمایا کہ اچانک ٹھنڈی نہ ہونا، اس لیے آگ تو عذاب ہے، اچانک ٹھنڈی ہوگئی تو وہ بھی عذاب بن جائے گی۔۔۔۔"سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا" اس طرح ٹھنڈی ہو جا کہ اُن کو باغ کی ٹھنڈک محسوس ہو۔

نار دوزخ کو کیا گلزار
دوست کو یوں بچا لیا تو نے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہمارے محبوب بندوں کو یاد کرو۔۔۔۔

"وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ" (۴۵/ص/۳۸)

پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بھی ذکر فرمایا:۔

"وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ" (۴۸/ص/۳۸)

(اور یاد کرو اسماعیل)

ہمارے محبوب اسماعیل کو بھی یاد کرو۔۔۔۔اس کا ذکر بھی قرآن کریم میں فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہا

Marfat.com

ہوں تو حضرت اسماعیل علیہ السلام سے مشورہ کیا۔۔۔۔تاریخ میں کہیں نہیں ملے گا کہ کسی باپ نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا اس سے مشورہ کیا ہو۔۔۔۔حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا کہ۔۔۔۔''میں نے خواب دیکھا''۔۔۔۔بیٹے کی یہ شان کہ وہ بھی جانتے تھے کہ نبی کا خواب، خواب نہیں بلکہ حیات ہے، زندگی ہے۔۔۔۔فرمایا!۔۔۔۔''میں تمھیں دیکھتا ہوں کہ تمھیں ذبح کر رہا ہوں، تمھاری کیا رائے ہے''؟۔۔۔۔اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ:۔

واذکر اسمعیل۔۔۔۔اور اسماعیل علیہ السلام کو یاد کرو۔۔۔۔حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا!

" افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ "(۱۰۲/الصفت/۳۷)

(کیجیئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے)

کیجیئے آپ مجھے ثابت قدم پائیں گے۔۔۔۔جو آپ کو حکم دیا گیا ہے کر گزریں، انشاء اللہ! آپ اس پر مجھے صابر پائیں گے۔۔۔۔قرآن کریم میں ہے۔۔۔۔جب آپ قربان کرنے لگے''تو ندا دی ہم نے کہ سچ کیا خواب تم نے اے ابراہیم''۔۔۔۔اللہ نے ذبیحہ بھیجا جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بجائے ذبح کر دیا گیا۔۔۔۔یہ قربانی ہے، ہر انسان اپنی قربانی دیتے جھجکتا ہے اور یہاں طمانیت وسکون کی یہ شان کہ مشورہ لیا جا رہا ہے۔۔۔۔میدانِ جنگ میں تو انسان اچانک شہید ہوتا ہے، وہاں انسان حملہ کرتا ہے اور جنگ کرتا ہے اور مارا جاتا ہے۔۔۔۔یہاں تو شہادت سامنے ہے اور فرما رہے ہیں کہ اللہ کی رضا پر راضی

Marfat.com

ہوں، بلاشبہ اللہ کے محبوبوں کے ذکر سے زندگی ملتی ہے۔۔۔ توانائی ملتی ہے۔۔۔ اس لیے ان کے ذکر واذکار زندگی بنانے کے لیے ضروری ہیں، جو ذکر نہیں کرتا یا ذکر سننا نہیں چاہتا وہ زندگی سے محروم رہتا ہے، وہ زندہ ہوتے ہوئے زندہ نہیں۔۔۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے ذکر کرنے کا حکم دیا تاکہ اللہ یاد رہے، اللہ کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم یاد رہیں، فرمایا:۔

"فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ" (۶۹/ اعراف/ ۷)

(تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو کہ کہیں تمھارا بھلا ہو)

اور اللہ کی نعمتوں کو یاد کیا کرو تاکہ تم بامراد ہو۔۔۔ نعمتوں کو یاد کرنے سے منعم یاد آتا ہے، احسان یاد کرنے سے محسن یاد آتا ہے اور جو محسن کے احسان کو یاد نہ کرنے کا حکم دے تو اُس کے متعلق آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔۔۔ کیسی عجیب بات ہے۔۔۔ ایک داتا ہے جو احسان کرتا ہے، ایسا احسان جس کی کوئی نظیر نہیں۔۔۔ "جانِ نعمت" (ﷺ) ہم کو دیا۔۔۔ ہر اُمت نے اس کی آرزو کی کہ ہم کو ملے۔۔۔ ہم کو ملے۔۔۔ اللہ نے ہم کو دیا۔۔۔ اسی لیے فرمایا کہ:۔

"ہم نے مومنوں پر احسان کیا کہ اپنا محبوب اُن کو عطا فرمایا" (۱۶۴/ آل عمران/ ۳)

اللہ احسان جتائے اور اللہ احسان بیان کرنے کا حکم دے۔۔۔ اور کوئی انسان کھڑا ہو کر کہے کہ نہیں نہیں اس کا بیان نہ کرو۔۔۔ اس کا ذکر نہ کرو۔۔۔ جو منع کرتا ہے اُس کو خود سوچنا چاہیے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں، میں کیا کر رہا ہوں!۔۔۔ یہ تو اللہ کا سامنا کرنے والی بات ہے، یہ ہمارے کہنے والی بات نہیں ہے، یہ منع کرنے والے کے سوچنے کی بات ہے۔۔۔ یہ تو وہی سرکش انسان کہہ سکتا ہے جو اللہ کے سامنے کھڑا ہو کہ اللہ تُو کہتا ہے یاد کرو اور میں کہتا ہوں کہ یاد نہ کرو! (معاذ اللہ، ثم معاذ اللہ!)

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، اطاعت اور اپنے محبوبوں کے دامن سے وابستگی عطا فرمائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔۔۔

اس مجلس کے بانی ہمارے مخلص بھائی محمد علی سومرو کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے ہم کو بھی ثواب میں شریک کیا، آپ کو بھی ثواب میں شریک کیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس محفل کو اپنے کرم سے قبول کیا۔۔۔ جو بات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ہو وہ رد ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔ اسی لیے کہتے ہیں دُعا کی جائے تو اوّل و آخر تین مرتبہ درود شریف پڑھ لیا جائے، کیوں اس لیے کہ اوّل کا درود شریف بھی قبول کیا جائے گا اور بعد کا درود شریف بھی قبول کیا جائے گا۔۔۔ تو اُس کے کرم سے اُمید نہیں ہے کہ اول و آخر کا قبول کرے اور بیچ کا قبول نہ کرے، وہ بھی قبول کر لیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

اللہ تبارک وتعالیٰ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا اِلا البلاغ المبین

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحدیثِ نعمت

مورخہ ۲۷؍رجب ۱۴۲۸ھ/ ۱۲؍اگست ۲۰۰۷ء کراچی میں جناب محمد محمود خاں صاحب کے ہاں محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوئی جس میں حضرت مسعود ملت دامت برکاتہم العالیہ کے علاوہ مولانا جاوید اقبال مظہری مدظلہ العالی اور پروفیسر سید مقصود علی صاحب نے خطاب فرمایا، مولانا جاوید اقبال مظہری نے آیت کریمہ!

"سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا" (۱؍اسراء؍۱۷)

کو عنوان بنایا اور پروفیسر سید مقصود علی صاحب نے آیت کریمہ!

"وَلَا تَهِنُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ" (۱۳۹؍آل عمران؍۳)

کو اپنے خطاب کا عنوان بنایا اور حضرت مسعود ملت نے اس آیت کریمہ پر اظہارِ خیال فرمایا:۔

"وَاذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ" (۲۳۱؍بقرہ؍۲)

سب سے پہلے حضرت مسعود ملت نے مولانا جاوید اقبال مظہری اور پروفیسر سید مقصود علی صاجب کی تقاریر کے بعض نکات پر روشنی ڈالی، اس کے بعد اصل موضوع پر تقریر کرتے ہوئے مسلمانوں کی عام ناشکری کا ذکر کیا مثلاً بارش نہ ہو تو ناشکری اور بارش ہو تو ناشکری۔۔۔۔ پہلے یہ شکایت کہ خشک سالی ہو رہی ہے پھر یہ شکایت کہ

Marfat.com

مکان گر رہے ہیں، لوگ مر رہے ہیں۔۔۔۔ شکر کا ایک لفظ نہیں، اخبارات پڑھیں آپ کو وہی کچھ نظر آئے گا۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اپنے احسانات کی طرف متوجہ کیا اور فرمایا۔۔۔ ہم نے تم کو شکم مادر سے پیدا کیا تم تو کچھ بھی نہ جانتے تھے۔۔۔۔ ہاتھ عطا فرمائے، آنکھیں عطا فرمائیں، دل عطا فرمایا کہ کہیں تم شکر ادا کرو۔۔۔

"وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ
شَيْئًا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ" (۷۸/نحل/۱۶)

پھر کرم پر کرم فرمایا کہ مسلمان بنایا۔ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (۷۸/حج/۲۲) یہی نہیں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائے جو امت کو عطا نہیں کیے گئے۔۔۔۔
لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا (۱۶۴/آل عمران/۳)۔۔۔۔ اور مزید کرم یہ فرمایا کہ آپ کی امت کو سب امتوں سے افضل و بہتر فرمایا۔۔۔۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (۱۱۰/آل عمران/۳) اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ سارے احسانات فرمائے یہ کیسی قیامت ہے کہ ہم کسی ایک احسان کا بھی شکر ادا نہ کریں۔

احسان یاد کرنے کی اہمیت و افادیت یہ ہے کہ احسان کے ساتھ احسان کرنے والا بھی یاد رہتا ہے اور اس کا پیغام بھی۔۔۔۔ ہم یوم آزادی مناتے ہیں، ہم یوم قائد مناتے ہیں، ہم یوم اقبال مناتے ہیں، ہم یوم لطیف مناتے ہیں۔۔۔۔ یاد رکھنے کے لیے مناتے ہیں اگر نہ منائیں تو بھول جائیں، کوئی یاد کرنے والا بھی نہ

Marfat.com

ہو۔۔۔مسلمانوں کا اپنے ماضی کو بھول جانا قیامت ہے۔۔۔اللہ تعالیٰ نے اس لیے اپنی اور اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کا حکم دیا کہ زندگی بنی رہے۔۔۔

اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو حکم دیا جو حج ادا کرنے کے بعد اپنے آباؤ اجداد کا ذکر کرتے تھے اور زور شور سے تقریریں کرتے تھے۔۔۔فرمایا جب حج کر چکو تو اللہ کو اسی طرف یاد کرو جس طرح اپنے آباؤ اجداد کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ زور شور سے۔۔۔فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا (۲۰۰/آل عمران/۳)۔۔۔

دوسری جگہ فرمایا۔۔۔اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے! وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ (۴۵/عنکبوت/۲۹)۔۔۔یعنی اللہ کی یاد سب یادوں سے افضل ہے یا اللہ کا ذکر سب اذکار سے افضل ہے۔۔۔اور اللہ کا ذکر کیا ہے؟۔۔۔اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ (۵۶/احزاب/۳۳)۔۔۔یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد سب یادوں سے افضل ہے کیوں کہ اس کی فضیلت و بزرگی یہ ہے کہ وہ اللہ کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔۔۔فَاذْکُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰہِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (۶۹/اعراف/۷)۔۔۔ہماری بدنصیبی کہ اللہ کی نعمتوں کو فراموش کرتے رہتے ہیں۔۔۔اللہ کے محبوب بھی اللہ کی عظیم نعمتیں ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص محبوبوں کو یاد کرنے کا حکم دیا ہے۔۔۔ایک جگہ فرمایا! ہمارے خاص بندوں ابراھیم، اسحاق، یعقوب (علیہم اسلام) کو یاد کرو (۴۵/ص/۳۸)

دوسری جگہ فرمایا اسماعیل، یسع اور ذوالکفل (علیہم السلام) کو یاد کرو۔۔۔ وَاذْکُرْ اِسْمٰعِیْلَ وَالْیَسَعَ وَذَاالْکِفْلِ (۴۸/ص/۳۸)۔۔۔تیسری جگہ فرمایا! وَاذْکُرْ

Marfat.com

عَبْدَنَآ اَیُّوْبَ (۴۱ ص ۳۸)۔۔۔۔ ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو۔۔۔۔ ان ساری یادوں میں ہمارے لیے ایثار و قربانی اور صبر و تحمل کے اسباق ہیں۔۔۔۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے خاص محبوبوں کو یاد کرنے کا حکم دیا تو محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرنے کا حکم کیوں نہ دیا ہوگا! یقیناً دیا ہے۔۔۔۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (۵۸، یونس ۱۰)

آپ کا آنا اور قرآن کریم کا نازل ہونا اللہ کے فضل و کرم سے ہے، چاہیئے کہ اس پر خوشی کریں اور جشن منائیں کہ یہ انعام و اکرام ان کی ساری دھن دولت سے بہتر ہے۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کا بڑا اہتمام فرمایا۔۔۔۔ میثاق النبیین میں بطور خاص یاد کیا گیا اور انبیاء علیہم السلام کی ارواح کے عظیم اجتماع میں رب کریم نے یہ اعلان فرمایا کہ جب وہ محبوب تمھارے زمانے میں آجائیں تو! لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ (۸۱/آل عمران ۳)۔۔۔۔ ان پر ضرور ضرور ایمان لانا اور ضرور ضرور مدد کرنا۔۔۔۔ پھر انبیاء علیہم السلام نے رب کریم سے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر اپنی اپنی امتوں میں آپ کا ذکر کیا اور محفلیں سجائیں حتیٰ کہ آپ کا نام نامی اہل کتاب میں جانا پہچانا اور مشہور و معروف ہو گیا جس کی شہادت قرآن کریم دے رہا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ (۱۴۶/بقرہ ۲)

جن کو ہم نے اپنی کتاب دی وہ حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح مانتے پہچانتے ہیں جس طرح انسان اپنے بیٹوں کو جانتا، پہچانتا ہے۔۔۔۔ آپ کا نام نامی، یہود و نصاریٰ میں اتنا محبوب ہو گیا کہ آپ کی تشریف آوری سے برسوں پہلے جب وہ اپنے دشمنوں سے جنگ کرتے تھے تو آپ کے وسیلے سے دشمن پر فتح و نصرت

Marfat.com

کی دعائیں مانگتے تھے۔۔۔۔اس کا ذکر بھی قرآن کریم میں! وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا (۸۹/بقرہ/۲)۔۔۔۔تو ہر نبی نے اپنی اُمت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا ذکر کیا کہ آپ ساری دنیا میں آنے سے پہلے مشہور و معروف ہو گئے۔۔۔۔آپ کی یاد کی آخری محفل حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سجائی اور مسلمانوں کو آپ کی تشریف آوری سے تقریباً پانچ (۵۰۰) سو برس پہلے یہ خوش خبری سنائی۔۔۔۔وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (۶/صف/۶۱)۔۔۔۔ میں ایک رسول کی خوش خبری سناتا ہوں جن کا نام احمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سنتِ الٰہی ہے، سنتِ انبیاء علیہم السلام ہے اور بعثت کے بعد سنتِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وصلحاء عظام ہو گیا، مولیٰ تعالیٰ اس سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس محفل پاک کی برکتوں سے بانی محفل عزیزم محمد محمود خاں صاحب اور حاضرین محفل کو مستفیض فرمائے، آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

Marfat.com

ادارۂ مسعودیہ کی کتب ملنے کے پتے

۱۔ ادارۂ مسعودیہ، ۲/۶، ۵۔ای ناظم آباد، کراچی۔فون 92-21-6614747

۲۔ ضیاء الاسلام پبلی کیشنز۔ضیا منزل (شوگن مینشن) آف محمد بن قاسم روڈ، کراچی فون نمبر 2633819-2213973

۳۔ محمد عارف وعبدالراشد مسعودی۔اسٹاکسٹ ادارۂ مسعودیہ کراچی شاپ نمبر B-2 سرجیح منزل امام بارگاہ اسٹریٹ نزد کچھی میمن مسجد بالمقابل گلف ہوٹل صدر کراچی، پاکستان۔فون نمبر: 021-5217281

موبائل: 0320-5032405

۴۔ مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی نمبر ۵، فون: 4910584-4926110

۵۔ ضیاء القرآن۔14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2630411-2210212

۶۔ فرید بک اسٹال ۳۸۔اردو بازار لاہور فون نمبر۔042-7224899

۷۔ مکتبہ الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم۔

کڈ ہالہ (مجاہدہ آباد)، آزاد کشمیر براستہ گجرات، اسلامی جمہوریہ پاکستان۔

۸۔ گلوبل اسلامک مشن 355 والنٹ اسٹریٹ سویٹ ۲ یونکرس، نیویارک 10701،

P.O.Box:1515 ٹیلیفون: (914)709-1705 فیکس: (914)709-1593

۹۔ جناب منیر حسین مسعودی، 46 ہولی لین، سمیتھوک، ویسٹ مڈلینڈ: B67 7JD۔ انگلینڈ، U.K.۔

Marfat.com

IDARA-I-MAS'UDIA, KARACHI
SINCE 1992
Islamic Republic of Pakistan

IDARA-I-MAS'UDIA
6/2, 5-E, NAZIMABAD, Karachi (Sindh)
(Islamic Republic of Pakistan)

Designed & Processed by **AL-HADI** Graphics Cell: 0300-2728316

Marfat.com

IDARA-I-MAS'UDIA

6/2, 5-E, NAZIMABAD, Karachi (Sindh)
(Islamic Republic of Pakistan)

Designed & Processed by **AL-HADI** Graphics Cell: 0300-2728316

Marfat.com